عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۳ | ۲۰ تا ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۳۵

حج بدل

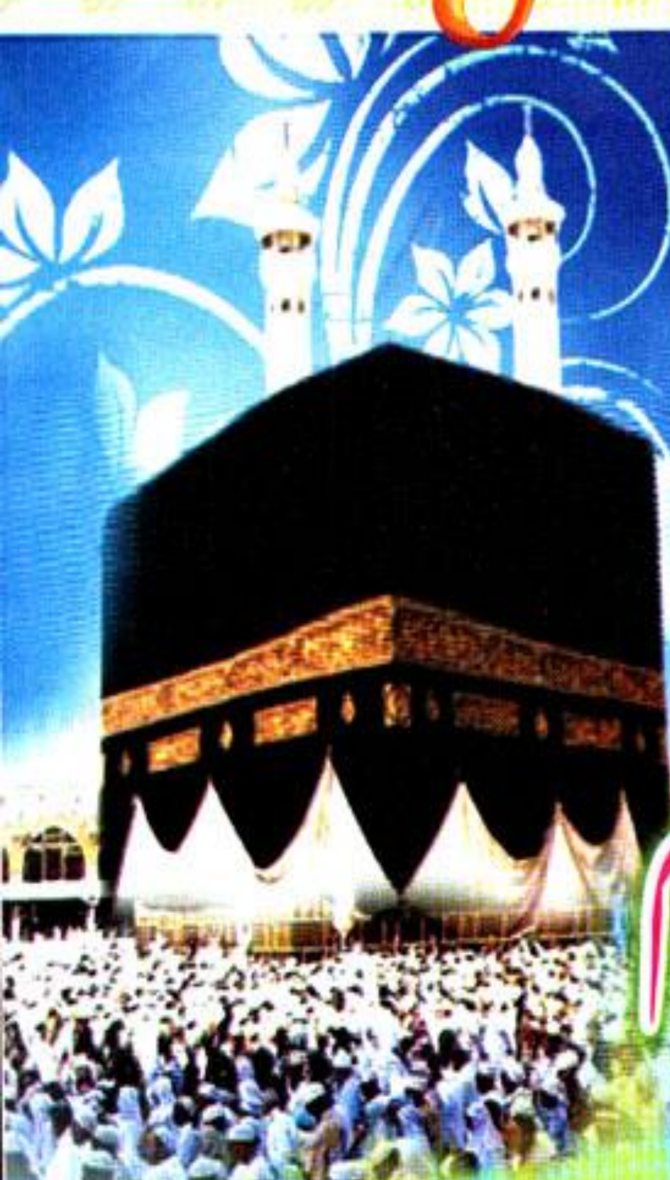

حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم
اغراض و مقاصد و پس منظر

اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

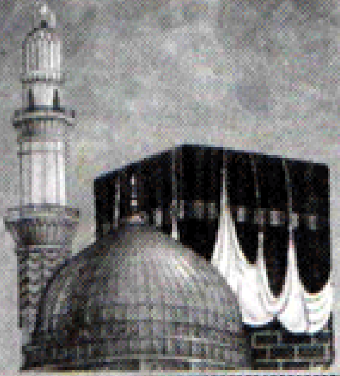

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

تین طلاق کا شرعی حکم

محمد فیصل، کراچی

س:...... گزارش یہ ہے کہ میری اپنی بیوی سے فون پر کسی بات پر لڑائی ہوگئی تھی اور اس وجہ سے میں نے اپنی بیوی کو فون پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اور پورے ہوش و حواس میں تین دفعہ طلاق دے دی ہے اور میری سابقہ بیوی نے طلاق سن لی اور مجھ سے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ جس پر میں نے اس سے کہا کہ اب آپ آرام سے گھر بیٹھ جائیں اور اپنا سامان، جہیز اٹھالو۔ مفتی صاحب! کیا یہ طلاق ہوگئی ہے؟ اور اب کوئی راستہ ایسا ہے کہ میں اس سے رجوع کرلوں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو فون پر تین طلاق دی ہیں، جو اس کی بیوی بھی سن چکی ہے اور شوہر اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے، لہٰذا یہ تینوں طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہوچکی ہیں اور بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، اب ان دونوں کے درمیان دوبارہ رجوع بغیر حلالہ شرعی کے نہیں ہوسکتا۔ عدت کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ دوسرا شوہر بھی اگر ازدواجی تعلقات کے بعد طلاق دے یا پھر اس کا انتقال ہوجائے تو یہ عورت اس کی عدت پوری کرے گی اس کے بعد چاہے تو شوہر اول سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شوہر کی لاعلمی میں عدالت سے خلع کی ڈگری لینا

محبوب علی، کراچی

س:...... عرض یہ ہے کہ میں اپنی زوجہ ایک بیٹی اور تین بیٹوں کے ساتھ ایک مطمئن زندگی گزار رہا تھا۔ ہمارے درمیان کسی معاملے پر کوئی اختلاف نہیں تھا۔ میں اپنی بیوی کا وفادار شوہر اور اس کے اور اس کے گھر والوں کی عزت اور احترام کرنے والا شخص تھا، جو تنخواہ ملتی تھی اپنی بیوی کے ہاتھ میں رکھتا تھا اور گھریلو کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ الحمدللہ! ہمارے درمیان میاں بیوی کے بہترین تعلقات قائم تھے کہ اچانک میری بیوی نے مجھ کو ایک خبر سنائی کہ میں نے تم سے خلع لے لی ہے اور کورٹ کی ڈگری میرے ہاتھ میں رکھ دی۔ میں حیران اور پریشان یہ سوچ رہا ہوں کہ آخر کس جرم کی مجھے یہ سزا دی گئی ہے؟ اور نہ مجھ کو عدالت نے بلایا اور نہ کوئی نوٹس دیا گیا اور مجھے ہر بات سے بے خبر رکھا گیا۔ میری ان تمام باتوں کی تصدیق میرے بیوی کے بہن بھائیوں سے کی جاسکتی ہے۔ ان حالات کی روشنی میں شرعی لحاظ سے کیا یہ خلع جائز ہے؟ اور کیا ہم دونوں کو علیحدہ ہوجانا چاہئے؟ جبکہ میں علیحدگی ہرگز نہیں چاہتا اور اپنی بیوی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ شریعت کی رو سے مجھے اس کا جواب دیجئے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں اگر واقعتاً سائل کا بیان درست ہے کہ اس کی بیوی نے بغیر کسی شرعی عذر اور مجبوری کے محض دھوکا سے شوہر کی لاعلمی میں عدالت کے ذریعہ خلع حاصل کرلی اور عدالت نے ڈگری بھی جاری کردی جبکہ شوہر خلع پر رضامند نہیں ہے تو عدالت کی یہ ڈگری کالعدم ہے اور اس سے شرعاً کوئی خلع واقع نہیں ہوئی۔ بیوی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ تاہم بیوی کا یہ فعل سراسر غلط اور ناجائز ہے۔ حدیث کی رُو سے بلاسبب شوہر سے طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت منافق اور لعنت کی مستحق ہے اور پھر دھوکا سے کام لینا ایک الگ حرام اور ناجائز فعل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں“ یعنی دھوکا دینا منافق کی عادت ہے، ایک صحیح اور سچا مسلمان کسی دوسرے کو دھوکا نہیں دیا کرتا۔ اس لئے آپ کی بیوی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کرے اور اپنے غلط رویہ کی آپ سے بھی معافی مانگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳ — ۲۰ تا ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۴ء — شمارہ: ۳۵

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام	۳	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام	۷	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
معشوق کی بارگاہ میں عاشق کی حاضری	۹	مولانا شمس الحق ندوی
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے پیغامات	۱۱	ادارہ
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم... اغراض ومقاصد	۱۴	مفتی خالد محمود
حج بدل	۱۸	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
ایک ہفتہ شیخ الہند کے دیس میں! (۴۴)	۲۱	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
سانحہ گوجرانوالہ... پس منظر، پیش منظر	۲۵	عبداللطیف خالد چیمہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالم دنیا کے حکمرانوں پر عجیب قسم کی غنودگی، نیم بے ہوشی اور سکتہ کی کیفیت طاری ہے کہ جو بھی ظالم و جابر حکمران اور عنادی وفسادی جتھا کوئی جھوٹا افسانہ وڈراما گھڑنے اور تیار کرنے کے بعد جس پر امن اور بے ضرر قوم وملک پر حملہ اور یلغار کر کے اس کو تہس نہس کر دے یا اس ملک کی بے گناہ عوام کو گولیوں، بموں اور فضائی حملوں سے بھون ڈالے، اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نہ ہی اس کا کوئی ہاتھ روکنے والا ہے اور نہ ہی اس یلغار وخلفشار اور فضائی حملوں کی ان سے کوئی دلیل اور توجیہ طلب کر سکتا ہے۔

ان حالات میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی انسانوں اور شعور رکھنے والی قوموں کی دنیا نہیں، بلکہ جانوروں اور حیوانوں کا باڑہ ہے کہ جہاں طاقتور کا ہر حکم اور ہر عمل درست اور کمزور کی ہر حرکت اور ہر فعل غلط، ناجائز اور قابل گردن زدنی گردانا جاتا ہے۔

عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی کا جھوٹا افسانہ برپا کر کے صدر صدام حسین کی حکومت کا تختہ الٹا گیا، اس کو پھانسی کے گھاٹ اتارا گیا اور عراقی عوام کے ہزاروں افراد مرد وزن صفحہ ہستی سے مٹا ڈالے گئے اور کئی سال گزرنے کے بعد وہاں کی عوام یہ تمام مظالم آج تک برداشت کر رہی ہے۔

افغانستان میں اسامہ بن لادن کا ہوّا کھڑا کر کے افغانستان کی عوام کو گاجر مولی کی طرح کاٹا گیا، جس کے برے اثرات دیر تک وہاں کی عوام سہتی رہے گی۔ اور پھر یہی ڈرامے پاکستان بھر میں مختلف ناموں اور ٹائٹلوں کے ساتھ دہرا کر ہزاروں نوجوانوں کو ابدی نیند سلا دیا گیا اور سینکڑوں کو پس زنداں دھکیل دیا گیا، جن کا آج تک نہ کوئی نام ونشاں ہے اور نہ ہی کوئی اتا پتا ہے۔

کچھ یہی انداز ایک بار پھر برطانیہ اور امریکہ کے لے پالک اسرائیل نے غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کے خلاف دہرایا ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے تین یہودیوں کو اغوا کرنے کے بعد قتل کر دیا ہے یا انہیں ابھی تک قید میں رکھا گیا ہے۔ حماس نے بار بار اس کی تردید کی اور کہا ہے کہ گمشدہ اسرائیلی ہمارے قبضہ میں نہیں اور نہ ہی ہمیں ان کے بارے میں کچھ علم ہے، لیکن اسرائیل اس کو جواز بنا کر ۸/جولائی سے آج تک ۱۹۰۰ سے زائد بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کو شہید کر چکا ہے اور دس ہزار سے زائد فلسطینی عارضی کیمپوں اور اسکولوں میں پناہ گزین ہیں، نہ ان کے پاس غذائی اجناس پہنچ پا رہی ہیں اور نہ ہی کوئی دوائی ان تک پہنچنے دی جا رہی ہے۔

۵۰ سے زائد نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران ہیں، وہ ایسے خواب غفلت اور خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں کہ نہ ان فلسطینیوں کی چیخیں اور آہیں ان کو سنائی دیتی ہیں اور نہ ہی ان کی اجتماعی قبریں اور جنازے انہیں نظر آتے ہیں، فیالاسف۔ اگر یہ مظلوم مسلمانوں کی حمایت یا تائید کے لئے کوئی بیان دیتے ہیں یا اپنی اسمبلیوں میں کوئی قرار داد لاتے ہیں تو وہ بھی ایسی پھسپھسی، بے مغز اور بے جان ہوتی ہے کہ جس کا نہ کوئی اثر لیتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی توجہ کی

جاتی ہے۔

اب تو عالم اسلام پر ایسی بے حسی اور مردنی چھائی ہوئی ہے کہ ان میں اجتماعیت، اتحاد اور اتفاق نام کی ڈھونڈنے سے بھی کوئی چیز نہیں ملتی۔ ہر اسلامی ملک انتشار و افتراق کا شکار ہے، کئی جماعتیں ہیں، کئی گروہ ہیں، جو آپس کی سر پھٹول میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلے عربوں میں یہ زہر پھیلایا گیا کہ آپ عرب ہیں، عربوں کو دیکھیں، پھر انہیں کہا گیا کہ آپ اپنے وطن کو دیکھیں، جیسے ہمارے ہاں نعرہ لگایا گیا کہ: ''سب سے پہلے پاکستان'' نعوذ باللہ من ذلک، حالانکہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات بالکل اس کے برعکس ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱:-''تری المؤمنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد إذا اشتکی عضو تداعی لہٗ سائر الجسد بالسھر والحمی۔'' (بخاری و مسلم عن النعمان بن بشیرؓ)

ترجمہ: ''تم باہمی الفت و محبت، شفقت و عنایت اور رحم و کرم میں تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند دیکھو گے، اگر جسم کے ایک حصہ میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

۲:-''المؤمنون کرجل واحد إن اشتکی عینہ اشتکی کلہ، وإن اشتکی رأسہ اشتکی کلہ۔'' (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''مومنوں کی مثال ایک آدمی کی ہے، اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم بے تاب ہو جاتا ہے اور اگر سر میں تکلیف ہو تب بھی سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے۔''

۳:-''المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضًا ثم شبک بین أصابعہ۔'' (متفق علیہ)

ترجمہ: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے جیسے ایک عمارت کی مختلف اینٹیں کہ وہ ایک دوسرے کی مضبوطی کا باعث ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔''

۴:-''المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ، ومن کان فی حاجۃ أخیہ کان اللہ فی حاجتہ، ومن فرج عن مسلم کربۃً فرج اللہ عنہ کربۃً من کربات یوم القیامۃ، ومن ستر مسلمًا سترہ اللہ یوم القیامۃ۔'' (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

ترجمہ: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کر سکتا ہے، نہ اُسے بے سہارا چھوڑ سکتا ہے۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام بنا دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

''الراحمون یرحمھم الرحمٰن، ارحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السماء۔'' (ابوداؤد)

ترجمہ: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

مسلم حکمرانوں میں یہ جمود، قنوط و یاس کی کیفیت اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے اپنا نصب العین اور انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کی تقلید چھوڑ کر اغیار کی تقلید کو نظریہ حیات بنایا اور دشمنوں پر تکیہ اور بھروسہ کیا، انہیں کی دی گئی پالیسیوں پر چلتے رہے اور بے دام غلام کی طرح ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے رہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ان کی عوام کو امن و سکون ملا اور نہ ہی ان کے آقا و سرپرست ان سے خوش ہوئے: ''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، نہ ادھر کے رہے، نہ ادھر کے رہے۔''

یہ بالکل حق بات ہے کہ جب سے اسرائیل کو اس خطہ میں آباد کیا گیا، اس وقت سے اس نے غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کو نشانے پر رکھا ہوا ہے اور یہ جرأت اُسے اس لئے ہوتی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے مل کر اس سانپ کو اسلام اور مسلمانوں کو ڈسنے کے لئے جنم دیا ہے اور وہی اس کی پرورش کرتے ہیں اور آج بھی یہی دونوں ممالک اس کو دودھ پلا رہے ہیں۔

ان اسلام دشمنوں کا علاج صرف اور صرف یہ ہے کہ ان کو اقتصادی مار دی جائے، عالم اسلام احتجاجاً اقوامِ متحدہ سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنا مسلم متحدہ محاذ بنائے۔ امریکہ، برطانیہ اور ان کی لونڈی اقوام متحدہ پر واضح کر دیا جائے کہ اگر وہ اسرائیل کی پشت پناہی سے باز نہ آئے تو ان سے سفارتی روابط اور تعلقات ختم کر دیئے جائیں گے۔

اسرائیل نے ہمیشہ اقوام متحدہ کے ضابطوں کی خلاف ورزی کی، اس کی قراردادوں کو پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ وہ باسٹھ سال سے فلسطین کے نہتے شہریوں کے مکانوں اور مساجد کو بے دریغ اور مسلسل بمباری کر کے تباہ کر رہا ہے۔ یہ مناظر اتنے ہولناک اور دلدوز ہیں کہ امریکی اور دیگر ممالک کی غیر مسلم اقوام جو اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں، وہ بھی احتجاج کر رہے ہیں اور اسرائیل کی مذمت کر رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیائے اسلام کے حکمران سر جوڑ کر بیٹھیں، ان مشکل حالات کا تجزیہ کریں اور ان کے حل کے لئے کوئی راہ نکالیں، اس لئے کہ زندہ اور بے دار مغز قومیں مشکلات میں اپنا راستہ خود نکالا کرتی ہیں، ان کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں، انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے طریق کار خود وضع کرتی ہیں، انہیں نہ کسی کو راضی کرنے کی فکر ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کے ناراض ہونے کی کوئی پرواہ۔ وہ تو صرف اور صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے سب کچھ کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس پٹرول ہے، پیسہ اور دولت ہے، وہ تین کام آسانی کر سکتے ہیں:

۱:......پٹرول کی سپلائی ان کو بند کر دی جائے۔ ۲:......عربوں کی جو دولت اور پیسہ یہودی بینکوں میں ہے، اس کو نکال کر مسلمان ممالک کی بینکوں میں رکھا جائے اور ان سے حاصل شدہ منافع کو اسلامی ممالک کی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ ۳:......ان سے تجارت اور ان کی مصنوعات کا یکسر بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے بالمقابل اسلامی ممالک میں ان مصنوعات کے معیار کے مطابق اپنی مصنوعات کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے۔ ان تدابیر سے ان شاء اللہ! ان کا دماغ درست ہو جائے گا اور اس پر سوار مسلم دشمنی کا نشہ کافور ہو جائے گا۔

باقی رہی مسلم عوام کی ذمہ داری، ایک تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرے، اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو، اس سے آہ وزاری کرے اور اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہو اور مزید یہ کہ مغربی تہذیب کا قلع قمع کیا جائے۔ اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی مغربی تہذیب کی نقالی سے دور رکھا جائے۔ آج یہ مظالم اور مفاسد، ہلاکتیں اور تباہیاں اس لئے بھی ہم مسلمانوں کا مقدر بنی ہیں کہ اور کئی کوتاہیوں کے علاوہ ہم نے مسلم تہذیب کا جنازہ نکال کر مغربی تہذیب میں اپنے آپ کو رنگ لیا ہے۔ آج اکثر ممالک کی عوام وخواص کو دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ یہ مسلمان ہیں یا عیسائی، نعوذ باللہ من ذلک۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

قرآن فہمی اور تعلیمات نبوت

صحابہ کرامؓ قرآن کریم کی زبان سے واقف تھے، بلکہ کہنا چاہئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا، اس کے باوجود وہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے محتاج تھے، اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن کریم کے مطالب کی تشریح وتفصیل تعلیم نہ فرماتے تو وہ اپنی عقل وفہم اور زبان دانی کے زور سے ہرگز ان مطالب تک رسائی حاصل نہ کر سکتے۔ جب صحابہ کرامؓ کا یہ حال ہے تو بعد کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کے کس قدر محتاج ہوں گے؟ اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن فہمی کے لئے اگر صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کے محتاج ہیں، تو بعد کی اُمت فہم قرآن میں صحابہؓ سے بڑھ کر ان تعلیماتِ نبوت اور حکمتِ آسمانی کی محتاج ہے جس نے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو منور فرمایا۔

(از تحفہ قادیانیت، ج:۴ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حج کا زمانہ ایمان ویقین کی اعلیٰ یادگار کا زمانہ ہے، وہ ایمان والوں کے لئے بڑا سبق ہے کہ وہ اپنی جان ومال کی خواہش کو اپنے رب کی رضا طلبی میں کس طرح دبائیں اور اپنے رب کی اطاعت میں اپنی راحت اور اپنی خواہش کو کس طرح قابو کریں، اس کی اعلیٰ مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کے واقعات کی صورت میں بیان کی ہے، یہ یادگار اس عمل کی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آخری درجہ کی قربانیاں دے کر تاریخ میں مثال قائم کردی، اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیاں دیں، جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، پہلی قربانی تو انہوں نے اس وقت دی جب انہوں نے اپنی بت پرست قوم کو توحید کی طرف بلایا، ان کی قوم حتی کہ باپ نے بھی سخت رویہ اختیار کیا اور سختی کے طریقے اختیار کئے، انہوں نے تکلیفیں برداشت کیں اور جب وہ اپنی توحید کی دعوت پر قائم رہے تو انہیں دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دینے کا فیصلہ کیا، انہوں نے اس کو بھی قبول کیا لیکن اپنی دعوت توحید سے نہیں ہٹے، آگ میں جلنے کے لئے بھی تیار ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہمت اور قربانی ان کو جلنے سے بچالیا اور وہ اس طرح کہ اس قادر مطلق نے آگ کو روک دیا اور وہ جلنے سے محفوظ رہے، لیکن جلنے کے لئے تیار ہوکر آگ میں داخل ہونے تک کی قربانی دے دی۔

پھر کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان اور طاعت الٰہی کا دوسرا امتحان لیا اور وہ اس طرح کہ جب ان کی بڑی عمر اور انتظار کے بعد بچہ پیدا ہوا، بہت خوبصورت پیارا بچہ جو اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اس بچہ کو اور اس کی ماں کو ایسی جگہ چھوڑ آئیں جہاں نہ پانی ہے نہ کھانا، نہ سبزہ ہے نہ درخت، نہ آدم ہے نہ آدم زاد، وہ اس کے لئے بھی تیار ہوگئے اور جتنی زاد راہ

> حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آخری درجہ کی قربانیاں دے کر تاریخ میں مثال قائم کردی، اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیاں دیں، جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی

اور غذا لے جاسکتے تھے اس کو ساتھ لیا اور اپنی بیوی اور ان سے پیدا ہوئے شیر خوار بچہ کو لے جاکر مکہ کی بے آب وگیاہ اور غیر آباد وادی میں چھوڑ دیا، جب واپس جانے لگے ان کی اہلیہ بچہ کی ماں حضرت ہاجرہ نے پوچھا: آپ ہم کو یہاں کس کے بھروسہ چھوڑے جارہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کا یہی حکم ہے، میں اس کے بھروسہ پر تمہیں یہاں چھوڑ کر جارہا ہوں۔

اس طرح انہوں نے بیوی اور بچہ کو خطرہ میں ڈال کر چلے آنے کی قربانی بھی ادا کردی اور اللہ کے حکم پر بیوی اور بیٹے کو ایسے حال میں لے جاکر چھوڑ دیا کہ بظاہر وہاں زندہ رہنا مشکل تھا اور چھوڑ کر واپس آگئے، ساتھ میں جو کھانا پانی تھا وہ ان کی بیوی اور بچہ کے لئے چند دن کام آیا، پھر جب زاد راہ ختم ہوگئی، پانی بھی نہ رہا اور بچہ جاں بلب ہوگیا تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں صفا ومروہ پر چڑھ چڑھ کر دیکھتی تھیں کہ کہیں پانی نظر آئے، لیکن وہاں پانی کہاں تھا جو نظر آتا، بس اللہ کو ان کا امتحان مقصود تھا اور وہ امتحان دے کر کامیابی حاصل کرچکے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا انہوں نے بچہ کی ایڑیوں کے پاس آکر ایک چشمہ جاری کردیا جو زمزم کہلایا، اس طرح سے اللہ نے ان کے زندہ رہنے کا انتظام کردیا، ان ہی دنوں میں یمن کا ایک قافلہ وہاں قریب سے گزر رہا تھا وہ بھی پانی کی تلاش میں تھا کچھ افراد نے پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہاں پانی ہوسکتا ہے، لہٰذا پانی کی تلاش میں وہ ادھر آنکلے اور حضرت ہاجرہ سے اجازت طلب کرکے وہیں سکونت پذیر ہوگئے، پھر بعد میں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ جرہم کی ایک خاتون سے ان کی شادی ہوئی، اور اس طرح یہاں تھوڑی آبادی ہوگئی

اوران لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے کھانے پینے کے کچھ ذرائع ہوگئے، انتظام ہوگیا پانی زمزم سے ملتا تھا اور کھانے کے لئے جو غذا ہوسکتی تھی وہ دستیاب ہوجاتی تھی، بیوی اور شیر خوار بچہ کو اس بے آب وگیاہ صحراء میں چھوڑنے کے بعد دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دریافت حال کے لئے آئے کہ دیکھیں دونوں کا کیا حال ہے؟ دیکھا تو زندہ ہیں، خوش ہوئے اور کچھ کچھ مدت بعد آتے اور دونوں کی خیریت معلوم کرکے اطمینان کرتے تھے کہ بچہ اور ماں دونوں محفوظ ہیں اور کچھ آبادی بھی ہوگئی ہے۔

آہستہ آہستہ حضرت اسماعیل بڑے ہوئے اور اچھے اور سعادت مند نوجوان بنے، اپنے والدین کی خدمت اوران کی تابعداری اور فرمانبرداری میں لگے رہتے، جب والدین اپنے اس لائق بیٹے کو دیکھتے کہ خوبصورت اور سعادت مند وفرمانبردار لڑکا ہے تو ان کی محبتوں میں اضافہ ہوتا جاتا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کررہے ہیں، ایک بار دوبارہ اور تیسری بار بھی دیکھا وہ جانتے تھے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہٰذا اس کو اللہ کا حکم سمجھا اوراپنے دل کو اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار کرلیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ خواب جس کو حکم سمجھا بتایا نیک اور فرمانبردار بیٹا خدائی حکم سمجھ کر اس قربانی کے لئے تیار ہوگیا اور کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا آپ اس کی تعمیل کیجئے میں تیار ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لے کر گئے اور منیٰ میں ایک جگہ ان کو لٹا کر ذبح کرنے لگے، اللہ نے باپ بیٹے کی تابعداری دیکھ کر اتنے کو کافی قرار دیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا وہ ایک مینڈھا لے کر پہنچے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہٹا کر مینڈھا رکھ دیا، اس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے اس مینڈھے کی قربانی ہوگئی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بچالئے گئے، انہوں نے اپنے دل اور ارادہ کے لحاظ سے قربانی پوری کردی اور اللہ کو امتحان صرف لینا تھا وہ اس میں کامیاب رہے اور اللہ کو ان کی یہ قربانیاں ایسی پسند آئیں کہ ان کی قربانی کو یادگار بنادیا۔

یہ تھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ کے لئے آخری درجہ کی تین قربانیاں، آگ میں جانا قبول کیا، اپنی بیوی بچہ کو اللہ کے حکم سے صحراء میں چھوڑ آئے، تیسرے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم پر ذبح کے لئے پیش کردیا، اس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے ان کی ان قربانیوں کو یادگار بنادیا گیا کہ قیامت تک اس کی

اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع وفرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت و عبادت کی یادگار، لہٰذا ہر مسلمان کو یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہے

ظاہری طور پر نقل کی جاتی رہے، چنانچہ حاجی ان کی نقل کرتا ہے، کعبہ کا طواف قربانی وسعی کرکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتا ہے اور کعبہ وہ عمارت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے کے ساتھ مکہ کی زمین پر قائم کیا تھا جو بعد میں مرور زمانہ سے زمین میں پوشیدہ ہوگیا پھر اسی کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ ظاہر فرمایا کہ ہم اس جگہ کو دنیا کی مرکزی جگہ بنائیں گے اور یہاں رہنے والوں کو ہم ہر طرح کے پھل اور میوے دیں گے، لوگ یہاں پیدل آئیں گے سوار آئیں گے فوج درفوج آئیں گے، دنیا کے کونوں کونوں سے آئیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوا کہ اس وقت سے برابر حاجی دنیا بھر سے وہاں تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں، اپنی خواہشات کو قربان کرکے اللہ کی رضا کو حاصل کرتے ہیں اور تلبیہ کے ذریعہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ: ”اے اللہ! ہم حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں تو وحدہ لاشریک ہے۔“

یہ ہے حج کا فریضہ، اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع و فرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت وعبادت کی یادگار، لہٰذا ہر مسلمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہے، یہ قربانیاں آخری درجہ کی تھیں اور اللہ کی رضا طلبی کے لئے دی گئی تھیں، انہوں نے اپنے دل وجان سے قربانی دی، لہٰذا اس بات کو سمجھنا چاہئے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے ذہن و قلب میں اس کو لانا چاہئے اور قربانی کا یہ سبق یاد کرکے اپنے آپ کو اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جان و مال کو اللہ رب العالمین کی پسند کے لئے قربان کرنے کا جذبہ رکھنا چاہئے، اسی طرح حج کی عبادت اپنے نفس کی قربانی، خواہشات کی قربانی، جان ومال کی قربانی کی یادگار ہے جو ہر سال مکہ میں ظاہری شکل میں عمل میں لائی جاتی ہے، اس سے دین وایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس کا مقصود اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، یہی حج کا مقصد ہے یہی حج کا پیغام ہے اور اللہ نے یہ صرف استطاعت والوں پر فرض کیا ہے، جس کے پاس بدنی و مالی طاقت ہو اسی کے لئے ضروری ہے باقی حضرات اپنی زندگی میں رب کے لئے جان ومال کی قربانی کا جذبہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ یہ سنت ابراہیمی سب کے دلوں میں زندہ رہے۔ ☆☆

معشوق کی بارگاہ میں عاشق کی حاضری

مولانا شمس الحق ندوی

تصور میں لایئے ایک سنسان وادی اور جھلسی ہوئی پہاڑیوں کو جہاں نہ آدم نہ آدم زاد، اس ویرانہ کی چلچلاتی دھوپ اور کھانے پینے سے خالی تپتی ہوئی وادی میں ممتا کی ماری ایک ماں اور شیر خوار بچے کو! کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ دیوار کعبہ کے قریب شیر خوار بچہ پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ماں تڑپ تڑپ کر کبھی صفا پر چڑھ کر دیکھتی کہ شاید کوئی قافلہ نظر آ جائے اور پانی ملے، پھر دوڑی دوڑی مروہ پر چڑھتی کہ شاید ادھر کوئی قافلہ گزرتا ہوا دکھائی دے دونوں طرف سے آس ٹوٹتی ہے، بھاگی بھاگی بچے کو دیکھنے آتی ہے کہ کس حال میں ہے، اس معصوم کو دیکھ کر پھر بے قراری کے عالم میں صفا ومروہ کے چکر لگاتی ہے، چھ چکر ہو چکے اور امید کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی، بچہ ہے کہ جاں بلب ہو رہا ہے، ساتویں چکر کے بعد بچے کے پاس پہنچتی ہے تو دیکھتی ہے کہ اس کی ایڑیوں کی رگڑ سے رب کریم نے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا ہے جو زمزم کے نام سے مشہور اور اس وقت سے اب تک اس طرح جاری ہے کہ سارے عالم کے مسلمان بھر بھر کر لے جا رہے ہیں اور پانی کم نہیں ہوتا، چشمہ جاری ہوا تو قافلے بھی آ آ کر آباد ہونے لگے اور یہ ویرانہ جہاں وحشت کو بھی قدم رکھتے وحشت ہو، آبادی میں تبدیل ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے رب کے حکم سے بیوی اور بچے کو اس ویرانہ میں چھوڑ کر چلے گئے تھے، جب کافی عرصہ کے بعد واپس آتے ہیں تو اسی بچہ کو جواب جوانی کی عمر کو پہنچ رہا تھا، اللہ کے نام پر قربان کر دینے کا حکم ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جس طرح اپنے رب کے حکم سے بیوی بچے کو چھوڑ کر چلے گئے تھے، اب اپنے اسی رب کے حکم سے اس کی گردن پر بے تکلف چھری چلا دیتے ہیں، لیکن رب کریم کو آب وخاک سے بنے ہوئے اپنے بندوں کی یہ ادائے عاشقانہ ایسی پسند آتی ہے کہ بیٹے کی جگہ جنت کا دنبہ ہوتا ہے، چھری چلتی ہے تو جگر گوشہ کی نہیں دنبہ کی گردن کٹتی ہے اور رب کریم فرماتا ہے:

"ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں، بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا۔"

زمین وآسمان نے عشق ومحبت اور رب کے حکم پر اس سرشاری کا منظر کب دیکھا ہوگا، پھر انہی باپ بیٹے نے کعبہ کی تعمیر کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا کہ:

"اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے اونٹوں پر جو دور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں۔"

وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ دنیا کے گوشہ گوشہ سے بڑی تعداد میں مسلمان رخت سفر باندھ کر اس ادائے عاشقانہ کی یاد تازہ کرتے اور اپنے دلوں کی ویران بستی کو عشق ومحبت میں ڈوب کر آباد کرتے ہیں، آنسوؤں سے اس کو غسل دیتے ہیں اور اس طرح پاک وصاف ہو کر لوٹتے ہیں جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہوں۔

کہتے ہیں کہ قیس عشق لیلیٰ میں ایسا کھویا ہوا اور گم رہتا تھا کہ اس کو کسی اور چیز کا احساس نہیں ہوتا تھا، دیوانوں کی سی کیفیت تھی، لیلیٰ کی بستی سے آنے والے کتے تک سے پیار کرتا تھا کہ یہ لیلیٰ کی گلیوں سے گزر کر آ رہا ہے، لیلیٰ کی بستی میں پہنچ جاتا تو در و دیوار کو پکڑ پکڑ کر چومتا وہاں کی ہر شے میں اس کو لیلیٰ ہی نظر آتی، اس کی یہ فریفتگی آج تک ضرب المثل ہے اور منتہائے عشق بنی ہوئی ہے۔ فرہاد نے شیریں کی خاطر پہاڑ کو کاٹ کر اس کے محل میں نہر جاری کرنے کی کوشش کی، اسی اثنا میں اس کو کسی نے شیریں کے انتقال کی فرضی خبر سنائی تو اسے تحقیق کی تاب نہ رہی اور اسی کدال سے اپنا سر پھوڑ کر دم توڑ دیا کہ شیریں نہیں تو زندگی میں مزہ کیا؟ عشق کے یہ دو ایسے قصے ہیں جو برسہا برس سے زبان زد عام وخاص ہیں اور مادی معشوقوں اور مادی عاشقوں کی یہ داستان غم بھلائی نہیں جاتی، جب کوئی دل چوٹ کھاتا ہے تو انہیں سے تشبیہ دے کر اپنے انتہائی رنج وغم کی نشاندہی کرتا ہے، حالانکہ اس سے بہت پہلے سے دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ آب وخاک سے بنی ہوئی ایک چوکور عمارت کی طرف جو در معشوق نہیں بلکہ جلوہ گاہ معشوق ہے مخلوق کس طرح ٹوٹی پڑتی ہے، محبوب وعزیز ترین چیزوں کو چھوڑ

کرتی کہ مال واولاد، گھربار سب کچھ چھوڑ کر، حج کر، پیدل وسواریوں پر، ہواؤں میں اڑاڑ کر، سمندروں کے سینوں کو چیر چیر کر، بڑے والہانہ اور فریفتگی کے عالم میں ایک دو کی نہیں، سو پچاس اور ہزار کی بھی نہیں بلکہ کئی کئی لاکھ کی تعداد میں روانہ ہوجاتی ہے مرد بھی، عورتیں بھی، بوڑھے بھی جوان بھی، امیر بھی غریب بھی، شاہ بھی گدا بھی، کیسا دیدنی منظر ہوتا ہے جیسے جیسے دیار حبیب کے قریب ہوتے جاتے ہیں ان کی ایک ایک ادا نرالا اور انوکھا روپ اختیار کرتی جاتی ہے، حتی کہ صرف ایک چادر ولنگی میں ملبوس ہوکر محبوب کی بارگاہ میں حاضری کا جو آخری منظر کفن پوشی کا ہوتا ہے وہ منظر پیش کرتے ہیں۔

اسی حالت میں مستانہ وار"لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک"... میں حاضر ہوں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں... کا نعرہ لگاتے ہوئے روتے اور آنسوؤں سے دامن تر کرتے ہوئے نالہ وفریاد کرتے ہوئے دربار عالی میں حاضر ہوتے ہیں۔

عشق مجسم سراپا تصویر درد بنے ہوئے کوئی ادائے تغافل وچھیڑ چھاڑ بھی بار خاطر ہے، خیال یار میں گم ہیں، تڑپ تڑپ اٹھتے ہیں، آنسوؤں کے ساتھ چیخیں بھی بے اختیار نکل پڑتی ہیں۔

محبوب حقیقی مسرور وخوش ہوکر فرشتوں سے فرمارہا ہے:"میرے گھر کے مشتاقوں کو دیکھو میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلود جسموں کے ساتھ اس حال میں آئے ہوئے ہیں۔"

یہ ہر طرف سے کھنچ کھنچا کر، پہاڑوں کو پھاند کر آجمع ہوئے ہیں گلی کوچوں میں، سڑکوں پر، بازاروں میں خیموں میں محلوں میں، بس جہاں دیکھو وہی ہیں، رات ہو کہ دن ہو جب دیکھو اپنے رب کی تجلی گاہ خانۂ کعبہ کے گرد چکر لگارہے ہیں، دوڑ دوڑ کر حجر اسود کو چومتے جارہے ہیں، غلاف کعبہ ہاتھ میں آگیا تو لپٹ لپٹ کر رورہے ہیں جیسے دامن یار ہاتھ میں آگیا ہو چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا چلا اٹھتے ہیں۔

یہ سب ہوہی رہا تھا کہ معشوق ازلی کے چشم دید کا اشارہ پاکر اپنی مجنونانہ شان کے ساتھ نکلے اور بھاگے بھاگے عرفہ پہنچے ابھی دل بھر کر دعا بھی نہ کرنے پائے تھے کہ معشوق نے کسی اور سمت کو دھکیلنا شروع کیا، عاشق کی سب سے بہترین ادا اور عشق کا مظہر نماز جس کو محبوب سب سے زیادہ پسند کرتا ہے، اس کو آج ایک وقت میں دو ملا کر پڑھیں گے ظہر وعصر ساتھ ادا ہوں گی اور رخت سفر باندھ لیا جائے گا، عین سفر کی حالت میں رات کی تاریکی آگھیرے گی سورج اپنی کرنوں کو سمیٹ کر نماز مغرب کا اعلان کرچکا ہوگا، مگر نماز کیونکر ادا کریں جب کہ منزل پر پہنچنے سے قبل کہیں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے، مغرب عشاء دونوں ساتھ میں ادا ہوں گی جب رات کی سیاہی پوری طرح چھا چکی ہوگی عشاق کے یہ قافلے اپنی منزل پر پہنچیں گے اور محبوب کی یاد میں آنکھوں آنکھوں میں رات کاٹیں گے۔

جس کے دل میں کچھ چوٹ ہو، کوئی زخم لگا ہو، دیوانگی سے کبھی سابقہ پڑا ہو، وہی اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے اور اس کا مزہ لے سکتا ہے۔

ابھی کیا ہورہا تھا اب کیا ہورہا ہے، اسی صفا مروہ پر جس پر حضرت ہاجرہ دوڑی تھیں بے تابانہ دوڑ رہے ہیں دوڑ کر گئے صفا پر چڑھے پھر بھاگتے ہوئے مروہ آگئے ایک دو نہیں سات سات چکر اسی عاشقانہ ادا کے ساتھ لگائے جارہے ہیں پھر دیکھئے منیٰ میں غصہ سے بھرے ہوئے عاشق ومعشوق کے درمیان حائل ہونے والے بہکانے اور وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو کس طرح کنکریاں ماری جارہی ہیں، اس کو ذلیل ورسوا کیا جارہا ہے، تیری مجال کہ تو عشق کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اپنے مکروفریب سے بجھاسکے، مستی کا عالم طاری ہے معشوق کا ڈر نہ ہوتا، اس کے ناراض ہونے، حکم کی خلاف ورزی کا خطرہ نہ ہوتا تو کتنے اپنی جان تک کو قربان کردیتے، اس مدہوشی کے عالم میں بھی اتنا ہوش ہے کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جذبۂ بے تابی کو تسکین دینے کی خاطر اتنی اجازت مل گئی کہ اگر تم جاں نثاری کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہو تو میرے نام پر جانوروں کی گردنوں پر چھری چلاؤ، آن کی آن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں زمین پر پڑے ہوئے جانور نظر آرہے ہیں، خون کی نہریں جاری ہیں، گردنوں پر چھریاں پھیری جارہی ہیں، کوئی کہہ سکتا ہے کہ چشم فلک نے عشق ومحبت کی ایسی ادا کہیں اور دیکھی ہے؟ تاریخ نے کوئی ایسا واقعہ ریکارڈ کیا ہے؟ میلے اور بھیڑ بھاڑ کے مناظر تو شاید نظر آئیں گے مگر یہ ادائے عاشقانہ کہاں کسی نے دیکھی ہوگی اور یہ سب کچھ یوں ہی نہیں ہورہا ہے، کوئی ضرور جلوہ گر ہے، ہو نہ ہو کسی کی ادائے دلبرانہ کارفرما ہے۔

یہاں سے فارغ ہوں گے نبی امی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے دردولت پر حاضری دیں گے، جس نے عشق کی یہ آگ لگائی ہے، بھانت بھانت کے لوگ ہوں گے کالے، گورے، عربی، عجمی ہوں گے درود وسلام سے فضا گونج اٹھے گی۔

ادب سے سلام ہوگا، ہونٹوں میں حرکت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے، عشق ومستی کا عجیب عالم ہوگا، بزبان حال کہہ رہے ہوں گے:

یہ دل کی جلن آنکھوں کی نمی صدقہ میں تمہارے ہم کو ملی
کیا نعمت عظمیٰ ہاتھ لگی سرکار دو عالم صلی علی

یہ ہیں حاجیوں کی وہ ادائیں جن کو سن کر اور پڑھ کر حج کا شوق ہوتا ہے اور ہر بندۂ مومن اس کے اشتیاق میں بزبان حال کہہ دیتا ہے:

دل کو یہ آرزو ہے صبا کوئے یار میں
ہمراہ تیرے پہنچے اڑ کر غبار میں

۲۹ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے اکابر علماء کرام کے

پیغامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی اور اسے سیدھا راستہ بتانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور یہ مبارک سلسلہ خاتم الانبیاء، سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جاکر اختتام پذیر ہوا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے پہلے نبی ہیں اور آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی، کیونکہ یہی کتاب قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے جو ان کے لئے راہ ہدایت کو روشن کرکے پیش کرتی ہے اس کی تعلیمات ابدی اور سرمدی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے، یہی نظریہ عقیدۂ ختم نبوت کہلاتا ہے جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے، عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا معترف ہوگا وہ ان تمام باتوں کو بھی تسلیم کرے گا جن کی خبر آپ نے دی ہے، قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کی بہت بڑی تعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کرتی ہیں، ہمیں ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوئے مضبوطی سے اس پر ثابت قدم رہیں اور کسی جھوٹے طالع آزما کی باتوں میں آکر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ میں برطانیہ کے غیور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۷ ستمبر ۲۰۱۴ء کو برمنگھم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت،
رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

الحمدللہ! مسلمانوں کی اپنے ایمان اور دین سے محبت اور اس پر استقامت لازوال اور مثالی ہے، ہزار ابتلاؤں اور مشکلات کے باوجود وہ اپنے ایمان کو اپنے سینوں سے چمٹائے ہوئے ہیں اور بڑی سے بڑی آزمائش بھی ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہیں کرسکتی۔ مسلمان جان دے سکتا ہے لیکن اپنے ایمان کا سودا نہیں کرسکتا، مسلمانوں کی اپنے دین سے محبت، اپنے نبی سے عقیدت اور اپنے ایمان پر استقامت آج باطل کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے، مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو مٹایا جارہا ہے، انہیں دوسروں کی تہذیب اپنانے پر مجبور کیا جارہا ہے، ان کی معیشت کو منصوبہ بندی کے ذریعہ کمزور کیا جارہا ہے، ان کے مسلّمہ اصولوں پر شکوک و شبہات کے تیشے چلائے جارہے ہیں، یہاں تک کہ مختلف فتنے کھڑے کرکے ان کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے، انہی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ قادیانیت ہے جس کے پیروکار اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اور تمام مسلمانوں کو کافر کہنے پر اصرار کرتے ہیں، حالانکہ ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، وہ اپنے عقائد کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اگر کوئی شخص اسلام سے بغاوت پر اکسائے اور مسلمانوں کو کفر کی طرف بلائے تو کوئی مسلمان ایسی مذموم دعوت پر لبیک نہیں کہہ سکتا، لیکن جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آئے اور مسلمانوں کا نمائندہ بن کر مسلمانوں کے نام سے نمودار ہو اور کفر کی طرف بلائے تو بہت سے ناواقف اس کے پھندے میں آسکتے ہیں، قادیانیوں کا طریقہ واردات یہی ہے وہ مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اپنے پُرفریب نعروں سے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی انہی مذموم کوششوں اور مسموم فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے اور آگاہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رات دن کوشاں ہے، برمنگھم میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانا ہر مسلمان کی ذمہ داری اور اس کا مذہبی فریضہ ہے۔

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا، کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب

لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کردیا، اس لئے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمہ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا آگ میں کودنا قبول کیا مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ ابو مسلم خولانیؒ کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنادیا۔ امت مسلمہ نے ایک ایک عضو اپنا کٹوانا گوارا کیا، مگر جھوٹی نبوت کا انکار کیا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا مگر انہوں نے بار بار انکار کیا وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا بالآخر انہیں شہید کردیا مگر حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کرا سکا۔

پوری تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی جب کبھی یہ گستاخی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اسے کاٹ کر جسد ملت سے علیحدہ نہیں کردیا۔

مسلمانو! یاد رکھو قادیانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور آپ کی دشمنی کا دوسرا نام ہے، ان کے کسی دھوکا میں نہ آنا اور نہ ان کی چکنی چپڑی باتوں اور تاویلات سے متاثر ہونا ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا ہر جگہ بلند کریں گے، اس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قدم بقدم ساتھ دیں گے اور اس کانفرنس کو بھرپور انداز میں کامیاب کریں گے۔ یاد رکھئے یہ کانفرنس کام کی انتہا نہیں بلکہ کام کا نقطۂ آغاز ہے، اس کانفرنس میں شرکت کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت اور آپ کی ختم نبوت کی حفاظت کا جذبہ لے کر جایئے۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ

امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اسلام ایک ابدی اور سرمدی دین ہے، اس کے اپنے اصول ونظریات ہیں، اس کی اپنی تہذیب ہے اپنی ثقافت ہے، اسلام حیات انسانی کے تمام شعبوں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے اور زندگی کے تمام گوشوں میں راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے، جس سے دیگر تمام نظامہائے حیات عاری نظر آتے ہیں۔ اسی لئے اسلام اور دین اسلام تمام نظاموں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا ہے اور وہ سب مل کر اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں، وہ اسلام کو مٹا دینا چاہتے ہیں، وہ مسلمانوں سے ان کی شناخت چھین لینا چاہتے ہیں، آج تہذیبوں کا تصادم ہے، ہم جس عہد میں سانس لے رہے ہیں اس میں دنیا کی مختلف ثقافتوں، نظریات اور اصولوں اور نظاموں میں باہمی کشمکش جاری ہے، ویسے تو دنیا کی تمام قوم اپنی تہذیب اور اپنی جداگانہ شناخت کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں، لیکن عالمی تہذیبی تصادم کے منظر نامے پر صرف دو ہی تہذیبیں آمنے سامنے دکھائی دیتی ہیں، جن کی باہمی کشمکش سے پوری دنیا متاثر ہو رہی ہے۔ ایک طرف دین فطرت اسلام کی آفاقی اور روحانی تہذیب ہے جو سراسر پوری نوع انسانی کے لئے خیر وفلاح کا ابدی پیغام لئے ہوئے ہے اور دوسری جانب مغرب کی آزاد اور اباحیت پسند تہذیب ہے جو دین اور اخلاق سے بے زار صرف دنیاوی اور مادی ترقی کے گرد گھومتی ہے جس کی کوئی اخلاقی قدریں نہیں، ان دونوں تہذیبوں کا تصادم ہی اس دھرتی کے سینے پر نوع انسانی کا آخری فیصلہ لکھے گا، اس لئے پوری دنیا کی نظریں ان دونوں تہذیبوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت کو ہر حال میں برقرار رکھیں، اپنی روحانیت کو کمزور نہ ہونے دیں اور اپنی اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں، اپنی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنے کے لئے بنیادی چیز عقائد اور نظریات کی حفاظت ہے، جس طرح ایک مسلمان عقیدۂ توحید، رسالت اور عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھتا اور اس کی حفاظت کرتا ہے، اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھنا اور اس عقیدہ کی حفاظت کرنا ہے۔ اس عقیدہ کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال برمنگھم میں کانفرنس منعقد کرتی ہے۔ اس سال بھی یہ کانفرنس ۷ ستمبر کو منعقد ہو رہی ہے تمام برطانیہ کے مسلمانوں سے عموماً اور برمنگھم کے مسلمانوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کانفرنس میں شریک ہوں اور اسے کامیاب بنائیں۔

حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی مدظلہ

امیر جمعیۃ علماء ہند

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی علامت ہے اور یہی محبت رسول ہر مومن کا سرمایہ ہے، کسی بھی مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک ہر ایک حتیٰ کہ اپنی اولاد، اپنے ماں

باپ سے بھی زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں نہ ہو۔ ہر مسلمان کے دل میں ختم المرتبت، امام الانبیاء، خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دریا موجزن ہوتا ہے۔ محبت رسول کا جہاں یہ تقاضا ہے کہ آپ سے محبت کی جائے، آپ کے طریقہ کو اختیار کیا جائے، آپ کی اداؤں کو اپنایا جائے، آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے، آپ کے دوستوں سے محبت کی جائے وہاں محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کے دشمنوں سے بغض رکھا جائے، آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جائے، کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا دعویٰ نبوت کرنا دراصل آپ کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنا اور آپ کے تاج ختم نبوت کو چھیننا ہے اور آپ کی توہین کرنا ہے بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا پورے دین میں نقب لگانا اور دین کے نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے اور ان کے ماننے والوں نے مرزا کی اتباع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا عظیم جرم کیا ہے جو ناقابل معافی اور ناقابل برداشت ہے۔

قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم خطرہ ہے، اسی لئے علمائے ہر میدان میں اس کا تعاقب کیا ہے، خاص طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تو مشن ہی یہ ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کیا جائے اور مسلمانوں کو قادیانی دجل وفریب سے بچایا جائے۔ آئیے اس سالانہ کانفرنس میں شریک ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست وبازو بنئے اور اس عظیم مشن میں اس کا ساتھ دیجئے۔ ☆☆

فتنہ قادیانیت

قادیانی مدعی نبوت نے ضروریات دین کا انکار کیا، جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر اور مرتد قرار دیا گیا اور پوری دنیا کے تمام اسلامی فرقے اپنے شدید اختلافات و مشرب کے باوجود ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں۔

قادیانیوں کے وہ کون سے کفریہ عقائد و نظریات ہیں جس کی بنا پر وہ اجماعاً غیر مسلم قرار دیئے گئے؟ اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں نے کس طرح شعائر اسلام کو مسخ کیا، اس کی ایک مختصر جھلک ملاحظہ فرمائیں:

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کی باتیں احادیث ہیں۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔ (ملفوظات احمدیہ)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا قمر الانبیاء فخر المرسلین ہے۔ (سیرۃ احمدیہ)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی سیدۃ النساء ہے۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیویاں امہات المومنین ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ)

☆...... مرزا غلام احمد کے ساتھی صحابہ کرام۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا شہر مدینۃ المسیح ہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کی امت مسلمان۔

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ۔ (روزنامہ الفضل قادیان)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا قبرستان جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ ہے۔

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ۳۱۳ ساتھی اصحاب بدر ہیں۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سارے جھوٹے دعوے کئے تھے، جن میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔ جن کی بنیاد پر علماء امت نے متفقہ طور پر غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا۔

ملعون غلام احمد قادیانی نے مارچ ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا کہ انہیں الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ نہ فوت ہوئے صلیب پر نہ آسمانوں پر چڑھ گئے ہیں بلکہ یہ صلیب پر زخمی ہوئے تھے تو ان کے شاگردوں نے صلیب سے اتار کر ان کا علاج کیا اور جب کچھ ٹھیک ہوئے تو انہوں نے کشمیر کا رخ کیا اور وہاں طبعی فوت ہوئے۔ سری نگر محلہ یار خان میں دفن ہوئے اور قبر موجود ہے۔ اس کے متعلق مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کی شدید مذمت کی۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

۲۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، برمنگھم

اغراض ومقاصد، پس منظر

اس کانفرنس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برطانیہ کے علاوہ بیلجیئم، جرمنی ودیگر یورپی ممالک کے ساتھ ساتھ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء کرام بھی کثیر تعداد میں شرکت کرکے کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں

مولانا مفتی خالد محمود، نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ

آج کا دور اُمت اسلامیہ کے لئے بڑا پُرفتن دور ہے، قدم قدم پر فتنے ہی فتنے ہیں، لیکن آج کا سب سے بڑا فتنہ پورے اسلامی معاشرہ پر مغربی تہذیب کی یلغار ہے، نئی نسل کے دماغ کو بے دینی کے سانچے میں ڈھالا جارہا ہے، دین سے نفرت و بیزاری پیدا کرنے کے لئے مختلف شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں، دین کے مسلّمہ اُصولوں اور بنیادی عقائد کی من مانی تشریح کرکے نئی نسل کو تذبذب میں مبتلا کیا جارہا ہے مسلمانوں کی سیرت وصورت، وضع قطع، اخلاق و معاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویے بدل دیے گئے ہیں اور تہذیب جدید کے متوالوں کے لئے یہود ونصاریٰ کی نقالی عزت وافتخار سمجھی جانے لگی ہے۔

اپنے آقا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امت مسلمہ کا ایک مضبوط رشتہ تھا، اسے بھی ختم کرنے یا کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، امت محمدیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ سے ہٹانے کے لئے نئی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خود ساختہ الہامات کے ذریعہ ایک ایسے دین و مذہب کو پیش کیا گیا جو دین کے نام پر بے دینی کا مرقع ہے جس کے ظاہر میں دین کا مقدس نام ہے، لیکن باطن میں سراسر کفر پوشیدہ ہے، قادیانیت ایک ایسا خاردار پودا ہے جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت کا دامن اتحاد تار تار ہو چکا ہے، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا سوال سامنے آتا ہے تو امت اسلامیہ کے دل میں چھپی چنگاری ایک خوفناک آتش فشاں کی صورت اختیار کرلیتی ہے اور وہ اپنی جان، اپنا مال، اپنی اولاد، اپنا تن من دھن سب کچھ آقا کی عزت پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

آقائے نامدار، سرکار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت ومحبت اور آپ کے دشمنوں سے براءت وبیزاری کے اعلان کے لئے ہر سال عاشقان رسول کا برمنگھم کی جامع مسجد (سینٹرل موسک) میں اجتماع ہوتا ہے جہاں وہ تجدید عہد وفا کرتے ہیں۔ حسن اتفاق کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یہ سالانہ کانفرنس ۷ رستمبر کو ہورہی ہے۔

7 رستمبر ہماری ملی تاریخ میں ایک انتہائی اہمیت کا حامل دن ہے، جس دن پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہوا اور ملک کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور اور اس کا تشخص مٹانے کے درپے قادیانیوں اور مرزائیوں کو اپنی سازشوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ پوری قوم نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ صرف پاکستان کی تاریخ کا ہی اہم دن نہیں، بلکہ عالم اسلام کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا جھنڈا بلند ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہوا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر نقب لگانے والے ذلیل وخوار ہوئے۔ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور غلاموں کی قربانیاں رنگ لائیں اور غلامان محمد سرخرو ہوئے، عالم اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہوا، تمام دنیا پر آشکار ہوا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور مسلمانوں میں اتنی ہمت وطاقت ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور آقائے مدنی، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، حرمت، عزت کے لئے ہر قربانی اور جرأت مندانہ اقدام کرسکتے ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء سے متعلق چند وضاحتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

الف:..... تحریک کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی آج تک بعض حضرات یہ تاثر دینے کی سعی ناروا کرتے ہیں کہ اس تحریک کے مقاصد سیاسی تھے اور یہ مسٹر بھٹو کی حکومت ختم کرنے یا اسے نیچا دکھانے اور کمزور کرنے کے لئے اٹھائی گئی تھی حالانکہ یہ سراسر غلط

بلکہ بہتان ہے۔تحریک اور اس کے طریقہ کار کا از اول تا آخر مطالعہ کیا جائے تو خود یہ طریقہ کار یہی کہ اس خیال کے باطل اور غلط ہونے کا اعلان کرتا ہے۔جبکہ تحریک کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے 9رجون کے پہلے اجلاس میں واضح کر دیا تھا کہ ہمارا دائرہ کار آخر تک مجلس دینی رہے گا، سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیے۔

ب:......اس تحریک کا ہدف صرف اور صرف قادیانی مسئلہ تھا،حکومت اس کے مدمقابل نہیں تھی اسی لئے پر جوش اور قوت عمل کے بھرپور مظاہرے کے باوجود قائدین تحریک کی اول تا آخر کوشش رہی کہ تصادم سے گریز کیا جائے حالانکہ حکومت نے اکثر و بیشتر ایسے اقدامات کئے کہ ٹکراؤ اور تصادم کی کیفیت پیدا ہو اور اس ٹکراؤ کو بنیاد بنا کر تحریک کو کچل دیا جائے لیکن آفرین ہے قائدین تحریک کو کہ انہوں نے دشمنوں اور مخالفین کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دی۔

ج:......یہ تحریک کسی خاص طبقہ، کسی خاص جماعت، کسی خاص فرقہ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ پوری قوم اس پر متحد تھی، ہر طبقہ نے اس میں اپنی توفیق کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تمام مکتبہ فکر کے لوگ اس ایک مسئلہ پر متفق اور باہم شیر وشکر تھے اور اتحاد کے ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ بعد میں ایسے مناظر کے لئے آنکھیں ترستی ہی رہ گئیں۔خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا:

’’میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلۂ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقۂ خیال کے نمائندے موجود تھے۔آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔‘‘(فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف،صفحہ۲۲۴)

د:......یہ تاثر بھی دیا جاتا ہے کہ مولویوں نے دباؤ ڈال کر زبردستی اپنی بات منوائی ہے اور مسٹر بھٹو کو اس طرح گھیرے رکھا کہ وہ کچھ سوچ ہی نہ سکے۔لیکن یہ تاثر بھی سراسر غلط ہے۔ علماء اور مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضرور کیا، اس کے لئے بھرپور تحریک بھی چلائی لیکن ایسا نہیں کہ اس مسئلہ پر غور وفکر کئے بغیر محض دباؤ میں آکر یہ فیصلہ کر دیا گیا، بلکہ اس پر ہر پہلو سے غور کیا گیا، بحث ومباحثہ ہوا، مرزائی اور لاہوری گروپ کو اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا، ان سے سوالات ہوئے، ان پر جرح ہوئی اور پوری آزادی کے ساتھ کھل کر انہیں اپنا موقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے، پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اس پر بحث ومباحثہ اور غور وفکر ہوا۔اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸ راجلاسوں میں بحیثیت مجموعی 94 رگھنٹے غور کیا۔مرزا ناصر نے 11 ردن میں ۴۱ گھنٹے ۵۰ منٹ تک اپنی شہادت قلمبند کروائی اور گیارہ دن تک ان کا بیان جاری رہا، لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی اور اور ان حضرات کو بھرپور موقع فراہم کیا گیا اپنا موقف اور اپنی صفائی پیش کرنے کا۔قومی اسمبلی کی یہ کارروائی ’’قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ‘‘ کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ نظر آئے گا کہ مرزا ناصر نے دجل وتلبیس اور دھوکہ سے کام لیا اور گول مول باتیں کر کے اسمبلی کا وقت ضائع کرتا رہا۔متعدد اراکین نے مختلف اوقات میں مرزا ناصر پر اعتراضات کئے اور اسے ٹوکا کہ گواہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے مگر اس کے باجود (یہ جانتے ہوئے بھی کہ مرزا ناصر غلط بیانی سے کام لے رہا ہے اٹارنی جنرل نے اراکین اسمبلی سے درخواست کی کہ انہیں بولنے دیں، انہیں نہ ٹوکیں کہیں بعد میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی اور ہمیں اپنی بات کہنے سے منع کیا گیا۔خود اخبارات نے قومی اسمبلی کی کارروائی پر نہ صرف اعتماد کا اظہار کیا بلکہ اس طریقہ کار کی تعریف کی چنانچہ روزنامہ جنگ نے اپنے ۶ ستمبر کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا:

قومی اسمبلی کی اس کمیٹی نے قادیانی مسئلہ کو جانچنے پرکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔اس مقصد کے لئے طویل اور مسلسل اجلاس ہوتے رہے ان میں قادیانی فرقے کے سربراہ پر بھی تفصیلی جرح کی گئی۔کمیٹی کی کارکردگی اور اس کی کاروائیوں پر حزب اختلاف کے اراکین کو کھل کر اپنی رائے دینے کا موقع ملا بلکہ حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین کو بھی اپنے ضمیر واعتقاد کے مطابق رائے دینے کی پوری آزادی دی گئی۔‘‘

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء،صفحہ۲۲۱،۲۲۲)

اس لئے یہ کہنا یا تاثر دینا کہ زبردستی دباؤ ڈال کر فیصلہ کیا گیا بالکل غلط ہوگا کیونکہ مکمل غور وخوض کے بعد اور ہر پہلو کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا گیا۔

ہ:......یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دینے کا مطالبہ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں ہی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ قادیانی علیحدہ امت اور علیحدہ قوم ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ مطالبہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا تھا، علامہ اقبال کو

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے فیضان صحبت نے قادیانیوں کے خلاف ایک شعلہ جوالہ بنا دیا تھا، فتنۂ قادیانیت کی سنگینی نے ان کو بے چین کر رکھا تھا اور وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدت ملت کے لئے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے، ان کی تقریر و تحریر میں قادیانی ٹولے کو ''غداران اسلام'' اور ''باغیان محمد'' سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ اقبال نے قادیانیوں کو بھی اور اس وقت کی حکومت کو درج ذیل مشورہ دیا تھا:

''میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (حرف اقبال ص:۱۳۷)

''میرے خیال میں قادیانی، حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا، اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟'' (حرف اقبال ص:۱۳۸)

علامہ اقبال کے اس مطالبہ کے بعد مجلس احرار نے اس کو اپنا مستقل مشن بنالیا، مجلس احرار کے راہنما اپنی تقریروں میں مرزا غلام احمد اور مرزائی جماعت کی کفریات کو پیش کرتے، انہیں مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تقریباً ہر جلسہ میں کیا جاتا، ارباب اقتدار نے ۱۹۷۴ء کی تحریک سے پہلے اگرچہ کبھی بھی اس مطالبہ کو درخور اعتناء نہ سمجھا مگر بار بار یہ مطالبہ دہرانے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ مطالبہ راسخ ہوتا چلا گیا اور جب تحریک چلی تو پوری قوم نے اس مطالبہ کی حمایت میں آواز بلند کی اور اس مطالبہ کو منوا کر ہی دم لیا۔

اسی طرح جس عدالت میں بھی قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا تو ہر طرح کے دلائل اور شہادتیں سننے کے بعد ہر عدالت اسی نتیجہ پر پہنچی کہ قادیانیت اسلام سے علیحدہ ایک مذہب ہے اور قادیانیوں کا مسلمانوں اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اور صرف یہی نہیں کہ مسلمان انہیں علیحدہ ایک قوم سمجھتے رہے اور ان کی علیحدہ حیثیت کا مطالبہ کرتے رہے بلکہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ان سے تعلق رکھنا، ان میں شادی بیاہ کرنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔''

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان، جلد۱۹ صفحہ۱۳)

اور مرزا بشیر اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۶۹ پر لکھتا ہے:

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے........ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔''

اور خود قادیانیوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔'' (مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ ''الفضل'' ۱۳؍نومبر ۱۹۴۶ء)

اس لئے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء کرام کی لاج رکھی اور وہ اپنا مطالبہ حکومت سے منوانے اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

قادیانی فتنہ چوں کہ ہندو پاک میں اٹھا اور وہیں پروان چڑھا اس لئے اس کی سنگینی کو وہاں کے علماء زیادہ سمجھتے ہیں اس لئے اس کانفرنس کی تیاری کے لئے پاکستان سے مبلغین ختم نبوت، کانفرنس کے انعقاد سے دو ماہ قبل ہی انگلینڈ پہنچ جاتے ہیں اور شہر شہر جا کر وہاں کی مساجد میں اس فتنہ کی سنگینی، مرزا کے کفریہ عقائد اور قادیانیوں کے مکروفریب اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی سازشوں سے آگاہ کرتے ہیں اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ مقامی علماء، وخطباء، خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے برطانیہ کے ذمہ داران و کارکنان ان مبلغین کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں اور خود بھی مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے بھرپور محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔

کانفرنس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برطانیہ کے علاوہ بیلجیئم، جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کے علماء بھی کثیر تعداد میں شرکت کر کے کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں، جبکہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہو کر کانفرنس کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

چونکہ یہ کانفرنس برمنگھم میں بیلگریو روڈ پر واقع سینٹرل مسجد میں ہوتی ہے، اس لئے وہاں کے مسلمان اس کانفرنس کے میزبان ہوتے ہیں اور وہ میزبانی کا خوب حق ادا کرتے ہیں۔ نیز اس کانفرنس کی تیاری اور اس کے انعقاد کے لئے بھی بھرپور محنت کرتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس سالانہ کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلی نشست صبح دس بجے سے ایک بجے تک جبکہ دوسری نشست ظہر کے بعد دو بجے سے سات بجے تک منعقد ہوتی ہے۔

پاکستان سے اس کانفرنس میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیران مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عالمی مبلغ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، انگلینڈ کے مبلغ مفتی محمود الحسن صاحب، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر مفتی خالد محمود صاحب، اقرأ قرآن اکیڈمی کے چیئرمین قاری محمد ایوب صاحب اور دیگر علماء کرام خطاب کریں گے۔

☆☆..................☆☆

فیصل
معجون قوت دماغ زعفرانی ®

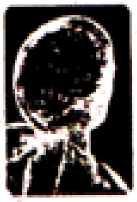

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577
Rs.: 1200/-
Wgt.: 600gm

- ذہنی وجسمانی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کے لئے بہترین ٹانک
- معدہ وجگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- ہر عمر کی خواتین وحضرات کے لئے یکساں مفید
- نظام ہضم کی درستگی اور پیدائش خون کے لئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے انمول تحفہ

اجزائے معجون

Faisal Foods ®
Star Plaza
D-Ground Faisalabad
0314-3085577
فیصل FOODS

حج بدل

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

حج بدل کی تعریف:

کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کو حج بدل کہتے ہیں۔

آمر اور مامور کی تشریح:

حج بدل کے احکام میں دو لفظ بکثرت استعمال ہوں گے ایک "آمر" دوسرے "مامور" ان کے معنی ذہن نشین کر لیجئے!

جو شخص کسی دوسرے شخص کے ذریعہ حج کرائے اس کو آمر کہتے ہیں...... اور جس کے ذریعہ حج کرائے اس کو مامور کہتے ہیں۔

حج بدل کے فضائل اور ثواب

تین جنتی:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں:

ایک مرنے والا (جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے)۔

دوسرا حج کرنے والا۔

تیسرا وہ شخص (یعنی وارث وغیرہ) جو حج کرا رہا ہے (یعنی حج بدل کے لئے روپیہ دے رہا ہے)۔ (کنزالعمال)

چار شخصوں کو ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے میں چار شخصوں کو ثواب ملتا ہے:

۱ ....وصیت کرنے والے کو۔

۲ ....دوسرے اس کو جو اس وصیت کو لکھے۔

۳ ....روپیہ خرچ کرنے والے کو۔

۴ ....حج کرنے والے کو۔ (کنزالعمال)

حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب:

ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے، اس حج کرنے والے کو اُتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اُس کو ملتا ہے جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی ج ۲ ص ۱۴۲)

والدین کی طرف سے حج بدل کرنا:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد حج کرے، اس کے لئے جہنم کی آگ سے نجات ہے اور والدین کے لئے پورا حج لکھا جاتا ہے، ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی...... اور اپنے کسی قریبی عزیز ورشتہ دار کے لئے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں ہوسکتی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج کرکے اس کی قبر میں پہنچائے۔ (کنزالعمال)

ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی منت مانی تھی، اب اس کا انتقال ہوچکا ہے، کیا کرنا چاہئے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہ؟ انہوں نے عرض کیا (ضرور) ادا کرتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے اس کو ادا کرو۔ (مشکوٰۃ)

حج بدل کا ثواب دس حج کے برابر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ کے لئے حج کیا اس کو دس حج کا ثواب ملے گا۔ (غنیۃ الناسک بحوالہ کبیر وحاشیہ ابن حجر علی الایضاح، وسنن دارقطنی: ج ۲ ص ۳۰۰)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میت کی طرف سے حج کیا تو میت کے لئے ایک حج لکھا جائیگا اور حج کرنے والے کے لئے سات حج ہوں گے۔ (غنیۃ الناسک)

حج بدل کی دو قسمیں:

حج بدل کبھی نفل کرایا جاتا ہے اور کبھی فرض، پھر نفل حج بدل کرنے والا کبھی اپنے مال سے احسان اور تبرع کے طور پر خود کرتا ہے کبھی دوسرے کے ذریعہ کرواتا ہے، ان سب کا حکم الگ الگ ہے۔

نفل حج بدل:

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے نفل حج اپنے مال سے احسان اور تبرع کے طور پر خود کرے جیسے اولاد والدین کی طرف سے، شاگرد استاد کی طرف سے اور مرید اپنے شیخ کی طرف سے تو اس میں صرف یہ شرط ہے کہ حج نفل کرنے والا مسلمان ہو، عقلمند ہو پاگل نہ ہو، بالغ ہو اگر بالغ نہ ہو تو کم از کم تمیز ہو یعنی اس میں اتنی تمیز اور صلاحیت ہو کہ حج کے افعال پوری طرح سمجھ کر ادا کرسکتا ہو، اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے۔ ہر طرح جائز اور درست ہے۔

نفل حج بدل کی دوسری صورت:

نفل حج بدل کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص آمر (حج کرنے والے) کے مال سے نفلی حج

کرے، اس صورت میں حج فرض کی پہلی تین شرطیں جو آمر کی ذات سے متعلق سے ہیں وہ باقی نہ رہیں گی، اور وہ یہ ہیں:

(۱) جو شخص حج کرائے اس پر حج فرض ہونا۔

(۲) خود حج کرنے سے عاجز ہونا۔

(۳) موت تک عاجز رہنا۔

ان تین شرطوں کے علاوہ باقی شرائط بدستور رہیں گی، جن کی پوری تفصیل آگے "فرض حج بدل" میں آرہی ہے۔ (غنیۃ الناسک، جواہر الفقہ)

فرض حج بدل:

جس شخص پر حج فرض ہوگیا ہو پھر وہ خود حج کرنے سے معذور ہوگیا، اس پر فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر حج بدل کرائے یا یہ وصیت کرے کہ "میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرا حج فرض کرایا جائے" اس وصیت کے بعد اس شخص کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء پر واجب ہوگا کہ مرحوم کی طرف سے حج بدل کرائیں۔

فرض حج بدل کی شرائط:

فرض حج بدل کرانے کے لئے بیس شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

پہلی شرط: آمر اور مامور دونوں مسلمان ہوں۔

دوسری شرط: آمر اور مامور دونوں عقلمند ہوں، پاگل نہ ہوں۔

تیسری شرط: مامور اگر نابالغ ہو تو اتنا سمجھدار ہو کہ احکام حج ادا کرنے اور سفر کے انتظام کی سمجھ اور تمیز رکھتا ہو۔ (غنیۃ الناسک، جواہر الفقہ، معلم الحجاج)

چوتھی شرط: جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے حج بدل کراتے وقت اس پر حج فرض ہو چکا ہو، لہٰذا اگر اس وقت اس پر حج فرض نہ ہوا ہو اور اپنی طرف سے حج بدل کرادیا تو یہ نفلی حج ہوگا، اگر اس کے بعد حج کی استطاعت ہوجائے تو حج فرض ہوجائیگا، اب دوبارہ حج خود کرنا پڑے گا خود نہ کرسکے تو حج بدل دوبارہ کرانا پڑے گا۔

پانچویں شرط: خود حج کرنے سے عاجز ہونا، اور عاجز ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

کسی نے اس کو قید کرلیا یا زبردستی مکہ مکرمہ جانے سے روک دیا اور موت تک یہ عذر قائم رہا۔ یا کوئی ایسا مرض پیش آگیا جس سے صحت کی امید نہیں، مثلاً اپاہج یا نابینا یا لنگڑا ہوگیا یا بڑھاپے کا ضعف ایسا ہوگیا کہ خود سواری پر سوار نہیں ہوسکتا۔ یا راستہ مامون نہیں رہا، سفر کرنے میں جان ومال کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔ یا عورت کو اپنی زندگی کے آخر تک کوئی محرم نہ ملے۔

چھٹی شرط: جن اعذار کی وجہ سے خود حج کرنے سے عاجز ہوا ہے ان اعذار کا موت تک باقی رہنا، چنانچہ کسی معذور کا حج بدل کرادینے کے بعد اگر عذر ختم ہوگیا اور خود حج کرنے کی قدرت حاصل ہوگئی مثلاً بیمار تندرست ہوگیا، عورت کو محرم مل گیا تو حج بدل معتبر نہ ہوگا، دوبارہ خود حج کرنا ضروری ہوگا، اور جو پہلے حج کرایا ہے وہ نفلی حج ہوجائیگا۔

ساتویں شرط: دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج بدل کرنے کا حکم کرنا یا کم از کم اجازت دینا، اور اگر آمر انتقال کرگیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کرگیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے، لہٰذا اگر اس کے یا اس کے انتقال کی صورت میں وارث کے حکم یا اجازت کے بغیر کسی شخص نے اس کی طرف سے حج بدل کردیا تو اس کا فرض ادا نہ ہوگا۔

آٹھویں شرط: یہ ہے کہ جس شخص کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے مصارف سفر میں اس کا مال خرچ کرے، اگر سارا مال اس کی طرف سے نہ ہو تو اکثر مال ہونا بھی کافی ہے، لہٰذا اگر سارا یا اکثر مال اُس شخص کا نہ ہو جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے تو فرض حج بدل ادا نہ ہوگا۔

نویں شرط: احرام باندھتے وقت آمر یعنی حج کرانے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا، اور بہتر ہے کہ زبان سے یہ الفاظ کہے کہ "میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں" اور پھر تلبیہ کہے، اگر احرام باندھتے وقت نیت نہیں کی تو افعال حج شروع کرنے سے پہلے پہلے نیت کرلے تب بھی حج بدل درست ہوجائے گا۔

دسویں شرط: صرف ایک شخص کی طرف سے احرام باندھنا، یعنی ایسا نہ کرے کہ دو آدمیوں کے حج بدل کی نیت کرے اور دونوں کے لئے احرام باندھے۔

گیارھویں شرط: صرف ایک حج کا احرام باندھنا بیک وقت دو حج کا احرام نہ باندھے یعنی ایسا نہ کرے کہ ایک حج کا آمر کی طرف سے احرام باندھے اور دوسرا اپنی طرف سے حج کا احرام باندھے۔

بارھویں شرط: آمر نے اگر حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو معین کرکے کہہ دیا ہو کہ "اس کے سوا میرا حج بدل کوئی اور نہ کرے" تو اسی شخص سے حج کرانا، کسی دوسرے سے اس کا حج بدل کرانا جائز نہیں، اور اگر معین تو کیا مگر دوسرے کی نفی نہیں کی یعنی صرف اتنا کہہ دیا کہ "میرا حج بدل فلاں سے کرادیں" اس صورت میں بہتر تو یہی ہے کہ اس معین شخص سے حج کرائیں، ہاں اگر وہ انکار کردے یا کسی وجہ سے معذور ہوجائے تو دوسرے سے کراسکتے ہیں، اس کے انکار اور معذوری کے بغیر بھی اگر کسی اور کو بھیج دیا جائے تو حج فرض آمر کا ادا ہوجائیگا۔

تیرھویں شرط: مامور خود ہی حج بدل کرے، آمر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے سے حج کرانا جائز نہیں، چنانچہ اگر آمر کی اجازت کے بغیر کسی اور کو بھیجا تو وہ حج مامور کا کہلائیگا آمر کا نہیں۔

چودھویں شرط: آمر کے وطن سے سفر حج شروع کیا جائے اگر ایک تہائی مال میں گنجائش ہو ورنہ میقات سے پہلے جہاں سے ہو سکے وہاں سے بھیجے۔ وہاں سے حج بدل کرانے سے بھی حج ادا ہو جائے گا۔

پندرھویں شرط: مامور سواری پر حج کرے پیدل نہ کرے، لہٰذا اگر پیدل حج کیا تو آمر کا حج فرض ادا نہ ہوگا، البتہ اس میں سفر کا اکثر حصہ بھی سواری پر کرنا کافی ہے اگر کچھ حصہ پیدل بھی طے کر لیا تو کوئی حرج نہیں۔

سولھویں شرط: آمر نے حج یا عمرہ جس کا حکم کیا ہے اس کے لئے سفر کرے، لہٰذا اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے پہلے عمرہ کر لیا اور پھر حج کیا تو آمر کا حج بدل ادا نہ ہوگا۔ (اس کی مزید کچھ تفصیل ہے ''حج بدل میں حج قران یا تمتع کرنے کا حکم'' کے تحت آ رہی ہے)۔

سترھویں شرط: آمر کے میقات سے احرام باندھنا یعنی اس کے وطن سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے جو میقات آتا ہے اس سے حج بدل کا احرام باندھے۔

اٹھارویں شرط: مامور آمر کی مخالفت نہ کرے یعنی آمر نے حج افراد کرنے کے لئے کہا تھا لیکن مامور نے حج تمتع کیا تو مخالفت ہوگی اور آمر کا حج ادا نہ ہوگا، اسی طرح حج قران بھی آمر کی اجازت کے بغیر کیا تو جائز نہ ہوگا البتہ اجازت سے حج قران کرنا جائز ہے حج تمتع آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسکی تفصیل ''حج بدل میں حج قران یا تمتع کرنے کا حکم'' کے تحت آ رہی ہے۔

انیسویں شرط: مامور حج کو فاسد نہ کرے، فاسد کرنے کی صورت یہ ہے کہ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر لے، چنانچہ اگر مامور نے حج فاسد کر دیا تو آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اور مامور پر واجب ہوگا کہ آمر نے جتنی رقم حج بدل کے لئے دی تھی وہ واپس کرے اور آئندہ سال اپنے مال سے حج کی قضاء کرے، یہ قضاء بھی اسی مامور کی طرف سے ہوگی آمر کی طرف سے نہیں ہوگی، آمر کو اپنا حج بدل الگ سے کرانا ہوگا۔

بیسویں شرط: مامور حج کو فوت نہ کرے، فوت کرنے کی صورت یہ ہے کہ احرام کے باوجود وقوف عرفہ نہ کرے اس صورت میں بھی آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اور مامور پر واجب ہوگا کہ آمر نے جتنی رقم حج بدل کے لئے دی تھی وہ واپس کرے اور آئندہ سال اپنے مال سے حج کی قضاء کرے، یہ قضاء بھی اسی مامور کی طرف سے ہوگی آمر کی طرف سے نہیں ہوگی، آمر کو اپنا حج بدل الگ سے کرانا ہوگا۔

مالی استطاعت کے بعد حج کا زمانہ آنے سے پہلے انتقال ہو جانے کا حکم:

اگر حج کی مالی استطاعت حاصل ہو جانے کے بعد زمانۂ حج آنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حج اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا، اسی طرح اگر یہ شخص جس سال حج فرض ہوا تھا اسی سال حج کے لئے روانہ ہو گیا، پھر افعال حج ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کے ذمہ سے بھی حج ساقط ہو گیا وصیت کی ضرورت نہیں۔ (جواہر الفقہ، مناسک ملا علی القاری)

حج بدل کے لئے معاوضہ لینے کا حکم:

مسئلہ: حج بدل کرنے پر کوئی معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر باقاعدہ معاوضہ طے کر کے حج بدل کرایا تو لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے البتہ آمر کا حج بدل ادا ہو جائے گا بشرطیکہ مامور ذکر کردہ شرائط کے مطابق امر کی طرف سے حج بدل کرے۔

(جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

لندن، برطانیہ (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کا انکار اسلام کا انکار ہے۔ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیتا ہے جبکہ دو سو سے زائد احادیث مبارکہ اس عقیدہ کے اثبات پر شاہد ہیں۔ ان خیالات کا اظہار حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بجائے مسلم امہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ دینی تعلیم کا نصاب متعارف کرائے تاکہ ان عصری تعلیم گاہوں سے فارغ التحصیل طلباء اسلامی تعلیمات پر مکمل عبور رکھنے والے اسکالر بن سکیں۔ انہوں نے برطانیہ کے مسلمانوں سے ۷ ستمبر بروز اتوار کو برمنگھم میں سالانہ ختم نبوت کانفرس میں شرکت کی اپیل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں فرمایا کہ دنیا کا کوئی مذہب اسلام سے بڑھ کر امن و آشتی کا داعی نہیں۔ دہشت گردی کے اسباب و عوامل کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نے کبھی دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت مغربی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی خالد محمود نے نماز جمعہ کے مجمع کثیر سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام مہدیؑ کی شخصیت محض ایک مفروضہ نہیں اور نہ ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نزول مسیح کے موقع پر حضرت امام مہدیؑ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ مہدویت ان علامات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علمائے کرام کا ساتھ دینا چاہئے۔ قادیانیوں سے ہماری ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف ایک اصولی اختلاف ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے علمائے کرام یہاں آ کر اپنے مسلمان بھائیوں کو منکرین ختم نبوت کے دجل و فریب سے آگاہ کرتے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قسط:۲۲

پہلا تبلیغی اجتماع

میوات میں مکاتب کا اجراء، مدارس کا قیام، مساجد کا قیام اور آبادی کا جال بچھایا جاچکا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ؒ کا دورہ میوات بھی ہوا۔ تو اب مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ تبلیغ کے کام کے جزم کے درجہ پر فائز ہو چکے تھے۔ چنانچہ ”پہلا تبلیغی اجتماع“ ۲۹/اپریل ۱۹۳۰ء کو سہارنپور میں طے کیا۔ پانچ، چھ دن مسلسل مشوروں کے بعد تبلیغ کے اصول مبلغین کے اوصاف، امیر جماعت اور گشت وغیرہ طے کئے۔ اس اجتماع میں خصوصیت سے مظاہر علوم سہارنپور کے اساتذہ کو تبلیغ کے کام کے لئے بارش کا پہلا قطرہ بننے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ۲۸/اپریل ۱۹۳۰ء کو مظاہر العلوم کا سالانہ اجلاس ختم ہوا۔ ۲۹/اپریل کو اکابر مدرسین کو جمع کر کے مولانا محمد الیاس ؒ نے ضرورت تبلیغ پر مبسوط تقریر فرمائی۔ اسی روز افتتاح ہوکر کام کا آغاز ہوگیا۔ چنانچہ سہارنپور کے محلہ نیا بانس میں مغرب کی نماز مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ، مولانا عبداللطیف ؒ ناظم جامعہ مظاہر العلوم، مولانا عبدالرحمن کامل پوری ؒ، مولانا محمد زکریا کاندھلوی ؒ، مولانا محمد زکریا قدوسی گنگوہی ؒ، مولانا اسعد اللہ ؒ، مولانا عبدالشکور ؒ علاقہ چھچھ اٹک، مولانا محمد منظور سہارنپوری ؒ نے یہاں اسی محلہ نیا بانس میں ادا کی۔ لوگوں کو جمع کیا۔ اتنے بڑے حضرات اکابر علماء کرام کا پہلی تبلیغی جماعت میں نکلنا۔ رب کریم کی رحمت کو متوجہ کرنے کا وسیلہ بنا۔

نماز مغرب کے بعد مبلغین محلوں کے لئے تجویز ہوئے۔ ملا احمد جان، حبیب احمد، حاجی نور، حافظ محمد اسماعیل، حافظ محمد صدیق صاحب نے نام لکھوائے کہ وہ نمازوں کے لئے لوگوں کو اکٹھا کریں گے۔ مغرب وفجر میں بطور خاص بلانے کا اہتمام کریں گے۔ جامع مسجد کبیر میں اگلے دن، مسجد تیلیاں، محلہ ٹھٹھریاں، محلہ بنجاراں میں تو خود مولانا محمد الیاس ؒ نے پھر پھر کر علماء کے ہمراہ تبلیغ کے پودے کو لگایا۔

پہلے اجتماع میں جو تبلیغ کے پندرہ اصول مقرر ہوئے۔ انہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے قلم بند کیا۔ بعد میں ان کو چھ نمبروں میں سمو دیا گیا۔ مولانا محمد الیاس ؒ نے ۱۹۳۳ء میں بھی حج کیا۔ اس سفر سے واپسی پر آپ نے تسلسل کے ساتھ جماعتوں کو مختلف علاقوں میں بھیجنا شروع کیا۔ اب سہارنپور میں کام کے آغاز کے بعد باہر جو جماعتیں بھیجی گئیں۔ پہلی جماعت کاندھلہ میں حافظ مقبول حسین ؒ کے ساتھ گئی۔ دوسری جماعت رائے پور میں حافظ محمد داؤد صاحب ؒ کے ساتھ گئی۔ اس موقع پر ہی اہل میوات کے لئے ”پنج کوسہ“ پروگرام بنایا۔ ہر وہ شخص جو تبلیغ کے کام سے جڑے وہ کم ازکم اپنے علاقہ کے پنج کوس کے ایریا میں تبلیغ کا کام کرے۔ گشت کریں۔ لوگوں کو تبلیغ کے لئے نکالیں۔ جو نکلیں ان کو کلمے، نماز یاد کرائی جائیں۔ نماز، وضو کے لئے ضروری مسائل سکھلائے جائیں۔ ۱۹۳۸ء میں آپ نے آخری حج کیا۔

غرض سفر و حضر میں حضرت مولانا محمد الیاس ؒ کو تبلیغ کے کام کی فکر رہتی تھی۔ آپ نے چھوٹے بڑے کئی اجتماع اس عرصہ میں کروائے۔ تبلیغ کے لئے جماعتوں کو نکالنا گشت کے وغیرہ کے معمولات صبح وشام محلہ محلہ، مسجد مسجد، قریہ قریہ، شہر شہر، عالم عالم، جو محنت اس وقت نظر آرہی ہے یہ اکیلے حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ کا اخلاص ہے۔ جس نے پوری دنیا کو تبلیغ کے کام کے لئے کھڑا کردیا۔ آپ کے دعا گو حضرت گنگوہی ؒ، حضرت شیخ الہند ؒ، حضرت سہارنپوری ؒ اور حضرت رائے پوری ؒ تھے اور آپ کے مشیر کار آپ کے بھتیجا حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ؒ اور دوسرے مشیر کار شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ تھے۔ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی ؒ نے اپنے قلم سے تبلیغ کے میدان میں علمی خزانہ لاکر ”فضائل اعمال“ کے نام پر چہار دانگ عالم میں عام کردیا۔ آج ہر سمت جو بہاریں نظر آتی ہیں یہ ہمارے حضرت الخدوم

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ رب العزت کی عنایات بے پایاں کا تصور کیجئے۔ آپ اپنے ایک مکتوب گرامی میں مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں دو گاؤں میں جانا ہوا۔

"ان دونوں جگہوں میں تمام لوگ دیوبندیت کے نہایت مخالف اور نہایت برے خیالات ہم سے لئے ہوئے ملے۔ لیکن ان سفروں میں غیبی، ازلی، سرمدی، قدسی، مدد اور برکت دستگیری ایسی شامل حال ہوئی ہے کہ جس سے حیرت اور عجب کیفیت رہتی ہے۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قلوب کو نرم ہونے کی عجیب تاثیر پیدا فرماتے ہیں۔ یہ لوگ دونوں جانے سے پہلے ستانے اور پرخاش پر مشتعل تھے۔ لیکن پہنچنے پر سب لوگ بیعت ہوگئے اور مقاصد میں کوشش کرنے کے لئے تیار۔" (مولانا انعام الحسن ج1 ص50)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے کام کے لئے اہل مدارس کو متوجہ کرنے کے اقدامات کرتے رہے۔ مدرسہ امینیہ تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کو خطوط اور وفود کے ذریعہ متوجہ فرمایا۔ ندوۃ العلماء، مظاہر علوم سے تو حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث آپ کے ہمراہ رہے۔ 29؍مارچ 1944ء کو نظام الدین میں مشورہ ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا عبداللطیف، قاری سعید مظاہر العلوم، مولانا قاری محمد طیب، مولانا اعزاز علی دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ مدرسہ امینیہ، مولانا محمد شفیع مدرسہ عبدالرب دہلی، مولانا سجاد صاحب جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں طے ہوا کہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سے دس دس طلباء اور دو اساتذہ کی جماعتیں نکالی جائیں۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف والے سال 1941ء ہم نظام الدین میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بانی تبلیغ سے ملنے کے لئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ علماء تبلیغ کے اس کام میں جڑیں۔ ورنہ عوام کے جڑنے اور علماء کے نہ جڑنے سے مفاسد پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آج بھی اللہ کا فضل ہے کہ علاوہ عوام حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے برابر تبلیغ کے میدان میں نظر آتے ہیں۔ 21؍رجب 1363ھ مطابق 13؍جولائی 1944ء صبح اذان سے قبل آپ نے وصال فرمایا۔ وصال سے قبل آپ کے جانشین کے طور پر آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ بہت بڑا اجتماع ہوگیا۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان جاری رہا۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لوگوں کو صبر کی تلقین فرمائی۔

ظہر کے بعد نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ والد مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ، بھائی مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں اس حجرہ میں مدفون ہوئے۔ جہاں وفات کے ستر سال بعد (1944ء تا 2014ء) فقیر نے کھڑے ہوکر ایصال ثواب کی سعادت حاصل کی۔

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے مختصر حالات:

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، یہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ اور آپ کے جانشین ہیں۔ تبلیغی جماعت کے دوسرے سربراہ یعنی حضرت جی ثانی ہیں۔ مولانا محمد یوسف کی پیدائش 25؍جمادی الاول 1335ھ مطابق 20؍مارچ 1917ء کو کاندھلہ میں ہوئی۔ عمر کے دسویں سال حافظ قرآن بن گئے تھے۔ یہ حفظ قرآن انہوں نے والد اور والدہ کے پاس کیا۔ ابتدائی عربی کتب والد صاحب سے پڑھیں۔ مشق اور تجوید قاری معین الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ 1351ھ میں حج پر تشریف لے گئے تو مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو سہارنپور مظاہر علوم میں بھیج دیا تھا۔ یہاں آپ نے ہدایہ اولین، میبذی، قطبی اور دیگر کتب مولانا محمد زکریا قدوسی گنگوہی، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد صدیق اور مولانا عبدالشکور چھچھوی سے پڑھیں۔ مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب اگلے سال اپنے والد صاحب سے پڑھتے رہے۔ جنوری 1936ء سے مدرسہ مظاہر العلوم میں دورہ حدیث شریف کے لئے داخل ہوئے۔

(بخاری ج1، ابوداؤد)

بخاری جلد اول اور ابوداؤد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، بخاری جلد دوم مولانا عبداللطیفؒ، مسلم ونسائی مولانا منظور احمد خان رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی طحاوی حضرت عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمدرس تھے۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیمار ہونے پر اختتام سال سے قبل دہلی آگئے۔ مذکورہ کتب کا بقیہ، نیز ابن ماجہ، نسائی، طحاوی، معانی آثار اور مستدرک حاکم بھی مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے مولانا محمد یوسف صاحب کا نکاح 7؍اپریل 1935ء کو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ 3؍جون 1936ء کو رخصتی ہوئی۔ اسی اہلیہ سے مولانا محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ شادی کے تیرہ سال بعد 15؍ستمبر 1947ء کو بحالت سجدہ آپ کی اہلیہ کا وصال ہوا۔ 8؍فروری 1950ء کو حضرت شیخ الحدیث کی دوسری صاحبزادی سے آپ کا نکاح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

مولانا محمد یوسف ؒ اپنے والد گرامی مولانا محمد الیاس ؒ سے بمشورہ و بحکم حضرت شیخ الحدیث ؒ بیعت ہوئے۔ پھر خلافت ملی۔ جانشین بنے۔ مولانا محمد یوسف ؒ صاحب کی پہلی تقریر قصبہ نوح، دوسری تقریر موضوع کسانی میں تبلیغ کے بانی اور اپنے والد گرامی کی موجودگی میں ہوئیں۔ جنوری ۱۹۴۳ء میں میوات میں ایک چلہ بھی لگایا۔ اس کے بعد مئی میں کراچی اور سندھ میں مولانا محمد یوسف ؒ نے چلہ لگایا۔ مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کی زندگی کے آخری دنوں میں مولانا عبدالقادر رائے پوری ؒ، مولانا ظفر احمد تھانوی ؒ، حافظ فخر الدین ؒ، مولانا ابوالحسن علی ندوی ؒ، مولانا محمد منظور نعمانی ؒ اور حضرت شیخ الحدیث ؒ کے مشورہ سے مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کو تبلیغ کا امیر ثانی اور مولانا محمد الیاس ؒ کا جانشین مقرر کیا گیا۔

تبلیغی جماعت کے امیر ثانی:

مولانا محمد الیاس ؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الحدیث ؒ نے مولانا محمد الیاس ؒ کا عمامہ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے سر پر باندھا اور برابر میں بیٹھ کر لوگوں کو بیعت کرائی اور پھر مولانا محمد یوسف ؒ کا بیان کرایا۔ جہاں ہزاروں کا اجتماع جنازہ کے لئے سراپا انتظار تھا۔ چنانچہ بعد میں مرکز سے تمام جماعتوں کو خط کے ذریعہ امیر ثانی مقرر ہوجانے کی اطلاع کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب ؒ نے سرپرستی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ بھی برابر متوجہ رہے۔ حضرت شیخ الحدیث ؒ کا چار پانچ ماہ تو مسلسل قیام رہا۔ پھر ہر ماہ میں ایک سفر نظام الدین کا ہوتا رہا اور جمعرات کے تمام اہم اجتماعوں میں بھی حضرت شیخ الحدیث لازمی شرکت فرماتے۔ ایک دفعہ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری اور حضرت شیخ الحدیث کی موجودگی میں مولانا محمد الیاس نے اپنا خواب سنایا کہ: ''میں نے دیکھا کہ میں آگے چل رہا ہوں۔ شیخ الحدیث میرے پیچھے اور شیخ الحدیث کے پیچھے مولانا خلیل احمد سہارنپوری چلے آرہے ہیں۔ اس کی تعبیر دیں تو حضرت رائے پوری نے فرمایا کہ اس کی تعبیر تو حضرت شیخ الحدیث دیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ پہلا جز تو خواب کا واضح ہے کہ میں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کررہا ہوں۔ مگر مکمل چل نہیں سکتا۔ البتہ خواب کا دوسرا جز سمجھ نہیں آرہا تو حضرت مولانا محمد الیاس نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ میری پشت پناہی کررہے ہیں۔ آپ نہ ہوں تو معاصرین مجھے دبالیں اور آپ کی پشت پناہی حضرت سہارنپوری ؒ فرماتے رہے ہیں۔ انہی کی وجہ سے یہ سب حضرات آپ سے دب جاتے ہیں۔''

تو شیخ الحدیث ؒ کی تبلیغ کے حضرات کی یہ پشت پناہی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے زمانہ امارت میں خوب عروج پر نظر آتی ہے۔ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے دور امارت میں پہلا اجتماع ۱۳/اگست ۱۹۴۴ء کو میوات کے قصبہ نوح میں ہوا۔ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ نے حضرت شیخ الحدیث ؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ سے ۱۱تا۱۹/اکتوبر ۱۹۴۵ء کے ایام نظام الدین مرکز میں قیام کے لئے مقرر کرائے اور تبلیغ کے تمام پرانے حضرات کو خصوصیت سے طلب کرکے کام کو بڑھانے کا فکر ہوتا رہا۔

یکم نومبر ۱۹۵۴ء مطابق ۴/ربیع الاول ۱۳۷۴ھ میں مرکز نظام الدین کے مدرسہ کاشف العلوم میں دورہ حدیث کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد یوسف نے ابوداؤد، مولانا انعام الحسن نے بخاری شریف اور مولانا عبید اللہ نے ترمذی شریف کا افتتاح فرمایا۔ مولانا محمد یوسف صاحب جہاں تبلیغ کے سربراہ تھے وہاں شیخ وقت بھی تھے۔ آپ کی بیعت میں بیک وقت ہزاروں افراد شریک ہوتے۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کی محنت کے لئے قبول فرما لیں۔ پگڑیاں، عمامے، چادریں پھیلا دی جاتیں۔ لوگ ان کے کونوں کو پکڑ کر شریک بیعت ہوتے۔ جہاں تشریف لے جاتے یہی منظر ہوتا۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پنجاب میں جو تباہی آئی، مساجد، مدارس، خانقاہوں پر جو ابتلاء اس خطہ میں آیا۔ حضرت رائے پوری، حضرت مدنی، حضرت شیخ الحدیث، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کے قیام ہند سے مسلمانوں کو کچھ حوصلہ ملا۔ باقی کام مولانا محمد یوسف نے سنبھالا۔ صلوۃ الحاجۃ، اجتماعی دعاؤں، تہجد کا بہت کثرت سے کہہ کہہ کر اہتمام کرایا۔

میوات کے شورش زدہ علاقہ میں سات افراد کی جماعت بھیجی۔ گویا آگ اور خون کے سمندر میں ان کو بھیجا۔ پناہ گزیں مراکز میں مسلمانوں کی مدد کے لئے جماعتیں بھیجی گئیں۔ آج ہند میں اسلام کا جتنا نام وکام ہے وہ دینی مدارس، علماء کرام اور تبلیغی جماعت کے صدقہ میں ہے۔ پاکستان کی کل آبادی سے ہند میں زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے اور یہ سب ان حضرات کی جدوجہد کا ثمرہ وصدقہ ہے۔ حجاز مقدس میں مولانا علی میاں ؒ کے ذریعہ تبلیغ کے کام کا آغاز مولانا محمد یوسف ؒ کے دور میں ہوا۔

بیرون ممالک میں تبلیغ کا کام:

مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے عہد امارت میں پیدل تبلیغی جماعتیں حج کو بھیجنے کا نظم طے ہوا کہ یہ اپنے اپنے روٹ کے مطابق سال بھر جاتے اور آتے، تبلیغ کرتے ہوئے جائیں۔ تبلیغ کرتے

ہوئے آئیں۔ اس طرح ایک تو تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا۔ دوسرا یہ کہ خیر القرون کے مسلمان جو پیدل حج کو جاتے تھے، وہ سنت تازہ ہوگی۔ اکابر کے مشورہ کے بعد اس پر ۱۹۴۷ء کے آخر یا ۱۹۴۸ء کے اوائل میں عمل شروع ہوگیا۔ چنانچہ پیدل حج کی تبلیغ جماعتوں کے ذریعہ پہلے سال ایران، افغانستان، بحرین، قطر، کویت، یمن، شام، بیت المقدس، برما، افریقہ تک تبلیغ کا کام پھیل گیا۔

حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف صاحب ؒ نے تین حج اور دو عمرے کئے۔ مولانا محمد یوسف ؒ مظاہر علوم کی شوریٰ کے رکن بھی بنے اور آپ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ کے وصال کے بعد ان کی جگہ رکن شوریٰ بنایا گیا۔ مولانا محمد یوسف ؒ نے آٹھواں اور اپنی زندگی کا آخری سفر پاکستان کا کیا۔ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء میں آپ بمع مولانا محمد عمر پالن پوری اور مولانا انعام الحسن ؒ صاحب کے تشریف لائے۔ پہلے آپ ڈھاکہ گئے۔ یہاں سالانہ اجتماع میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ڈیڑھ سو جماعتیں، سہ چلہ اور چلہ کی نکلیں۔ آپ ڈھاکہ سے کراچی تشریف لائے۔ کراچی، ملتان، ٹل، کوہاٹ، کنگن پور، راولپنڈی میں بڑے بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ۲۱ تا ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء میں رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔ آخری جمعہ گوجرانوالہ پڑھا۔ جمعہ سے قبل و بعد بیان بھی ہوا۔ ۳۰ مارچ سے یکم اپریل تک پھر رائے ونڈ قیام رہا۔ اس دوران بڑے درد انگیز اور فکر سے بھرپور بیانات فرمائے۔

زندگی کی آخری تقریر اور سفر آخرت:

اپنی حیات کی آخری تقریر یکم اپریل ۱۹۶۵ء جمعرات کو شب جمعہ مغرب کے بعد بلال پارک لاہور میں فرمائی۔ مولانا انعام الحسن کاندھلوی ؒ، مولانا (مفتی زین العابدین ؒ جو آپ کے عاشق صادق تھے۔ مفتی صاحب کے چار صاحبزادے ہیں۔ چاروں کا نام یوسف، یوسف اول، یوسف ثانی، ثالث اور رابع رکھا)۔ مولانا انعام الحسن اور مفتی صاحب سے فرمایا: میرا کام ختم ہو چلا۔ میرے معدہ سے سانس کی نالی میں کچھ ہے۔ پانی پیتا ہوں تو آرام رہتا ہے، ورنہ درد ہوتا ہے۔ مولانا انعام سے یہ بھی فرمایا: بھائی ہماری منزل پوری ہوگئی۔ انہوں نے عرض کیا حضرت ابھی تو امریکہ، روس، چین میں کام کا آغاز کرنا ہے۔ اس پر فرمایا: پالیسی بن چکی، کام کا آغاز ہو چکا۔ اب تو آگے چلانا ہے۔ کام کرنے والے چلاتے رہیں گے۔ رات گزاری، پھر وہی تکلیف۔ انتقال سے تھوڑی دیر قبل فرمایا کہ میری کتاب حیات الصحابہ پر جو رقم لگ چکی اس کی زکوٰۃ دے دینا اور کہا سنا بھی معاف کرنا۔ مولانا انعام الحسن سے فرمایا کہ مجھے نماز پڑھا دو۔ لیکن مختصر۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ ۱۲ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ ۲ بج کر پچاس منٹ پر شام کو آپ کا رائے ونڈ میں وصال ہوا۔ دوست ہسپتال لے گئے۔ لیکن بے فائدہ۔ جلدی سے بلال پارک لاہور لائے۔ ۹ بجے شب مولانا انعام الحسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ شب ڈیڑھ بجے ائیر پورٹ سے نظام الدین کے لئے جنازہ چلا۔ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے صاحبزادہ مولانا ہارون صاحب ؒ، حضرت شیخ الحدیث ؒ کو سہارنپور سے لے کر ایسے وقت نظام الدین آئے کہ جنازہ پہنچ چکا تھا۔ اگلے روز یعنی ہفتہ کو دس بجے صبح حضرت شیخ الحدیث ؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مولانا محمد یوسف حضرت جی ثانی ؒ اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد الیاس ؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ان کے لئے بھی حجرہ سے باہر ایصال ثواب کی سعادت حاصل کی۔ یہاں پر چوتھی قبر مبارک مولانا انعام الحسن ؒ کی ہے۔ (جاری ہے)

اسلامی تعلیمات میں ہی انسانیت کی فوز و فلاح ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

بولٹن، برطانیہ (پ ر) اسلام دین فطرت ہے، اسلامی تعلیمات میں ہی انسانیت کی فوز و فلاح ہے۔ مغربی معاشرہ نے فطرت سے بغاوت کی ہے اس کا نتیجہ ہے کہ اہل مغرب تمام مادی سہولتوں اور سائنسوں کے باوجود سکون و اطمینان کی دولت سے محروم ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے دارالعلوم زکریا بولٹن مولانا عبدالرشید ربانی کے زیر سرپرستی منعقدہ سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام امن وسلامتی کا داعی ہے۔ انسانوں پر ظلم وستم اور دہشت گردی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔ مغربی میڈیا نے بے بنیاد الزامات اور پروپیگنڈا کے ذریعہ اسلام اور اہل اسلام کی جو تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تو حالت جنگ میں بھی ضعیفوں، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھانے کی ممانعت کرتا ہے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کے بعد جو نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے وہ قرآن واحادیث اور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور علمائے امت کی تصریحات کی روشنی میں کافر وملحد ہے۔ انہوں نے سامعین پر زور دیا کہ وہ برمنگھم ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مولانا مفتی خالد محمود نے کہا کہ دیار غیر میں تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھنا چاہئے۔ بے دینی کے اس ماحول میں مسلمان کو اپنی وضع قطع، لباس، نشست وبرخاست، بود وباش، اخلاق و عادات اور عبادات میں امتیازی شان کا حامل ہونا چاہئے۔ انہوں نے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ اور انہیں اپنے اسلاف کے سنہری کارناموں سے آگاہ کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ آخر میں انہوں نے تمام شرکاء کو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر مفتی محمد طارق، مولانا خلیل احمد، حافظ محمد ایوب، نعمان مصطفیٰ، حافظ محمد انور، حافظ محمد اظہر، سفیان انور ودیگر حضرات نے بھی شرکت وخطاب کیا۔

سانحۂ گوجرانوالہ

پس منظر.... پیش منظر

عبداللطیف خالد چیمہ

۲۸ر رمضان ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۷ر جولائی ۲۰۱۴ء بروز اتوار گوجرانوالہ میں حیدری روڈ کے قریب قادیانی مسلم تصادم کے نتیجہ میں جو افسوس ناک صورت پیدا ہوئی اس کو سنبھالنے کے لئے گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر نے اپنے شہر کی دیرینہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جو کردار ادا کیا اس سے پھر یہ بات سامنے آئی کہ اگر اہل فکر ونظر دانش مندی اور حوصلے سے کام لیں تو لگی آگ کو بجھایا جاسکتا ہے تنازعہ کا آغاز تو ایک عاقب نامی قادیانی نوجوان کی اس غلیظ حرکت سے ہوا تھا کہ اس نے فیس بک پر توہین کعبۃ اللہ کے حوالے سے ایک ایسی تصویر شائع کی جس کو لکھنے یا نقل کرنے کا حوصلہ نہیں، ایک مسلم نوجوان صدام حسین کو عاقب قادیانی نے یہ تصویر شیئر کی، رمضان المبارک کی انتیسویں شب 27 جولائی کو محلے میں اس پر صدام حسین کی عاقب قادیانی سے تو تکار ہوئی تو معاملہ بڑھ گیا اور قادیانی دھمکیوں اور گالی گلوچ پر اتر آیا، ایک سابق قادیانی کے ذریعہ سے عاقب کو سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بپھر گیا، علاقہ میں موجود قادیانی اکٹھے ہوئے اور جمع ہونے والے مسلمانوں پر خشت باری اور فائرنگ کر دی جس سے ایک مسلمان بچہ زخمی ہو گیا پولیس اطلاع ملنے کے باوجود بروقت کاروائی سے گریز کرتی رہی حتیٰ کہ اس عمل کے ردعمل میں بلوا ہوا اور ہجوم نے گھراؤ جلاؤ شروع کر دیا۔ مسلمان بچہ زخمی ہونے پر قادیانی ایک گھر میں اپنی چند خواتین اور بچوں کو دروازے کی کنڈی لگا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوتا گیا اور بات بڑھ گئی بعض ذمہ دار مسلمانوں نے شعلوں میں گھرے مرزائیوں کو نکالا جس میں میاں اعجاز، ملک عرفان، محمد لطیف منہاس، ہمایوں وغیرہ شامل تھے ایک قادیانی خاتون بشریٰ اور دو بچیاں دم گھٹنے سے مر گئیں، دونوں طرف سے ایف آئی آرز کا اندراج ہوا اس صورت حال کو مزید خراب ہونے سے بچانے اور مقدمہ کی پیروی کے لئے گوجرانوالہ میں آل پارٹیز رابطہ کمیٹی خصوصاً مولانا زاہدالراشدی سے ضروری مشورہ کے بعد مرکزی سطح پر متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس ۷ر اگست کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا زاہدالراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی اس نمائندہ اجلاس میں صورت حال کا بغور جائزہ لیا اور سانحہ گوجرانوالہ کے موقع پر آتش زنی، لوٹ مار اور قتل کے واقعات کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اگر توہین کعبہ کے دلخراش واقعہ کا بروقت نوٹس لیا جاتا تو اس کے بعد عوامی اشتعال کی صورت میں واقع ہونے والے افسوس ناک واقعات کی نوبت نہ آتی اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مولانا عبدالرؤف فاروقی کی سربراہی میں ایک وفد گوجرانوالہ جائے گا جو مقامی

مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۱۰ر شوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۷ر اگست بروز جمعرات دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوا، جس میں دو درجن سے زائد مبلغین نے شرکت کی، اجلاس کی پہلی نشست ۱۰ بجے صبح حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ گزشتہ اجلاس کی کاروائی کی خواندگی مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کی۔ تلاوت کلام پاک مولانا راشد مدنی نے کی۔ اجلاس میں طے ہوا کہ اجلاس کے دوران مبلغین اپنی ڈائریاں سامنے رکھیں اور جس کے ذمہ جو ڈیوٹی لگے وہ اپنی ڈائری پر نوٹ کرلیں تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے۔

۵ر ستمبر کوہاٹ، ۶ر ستمبر مردان، ۷ر ستمبر اسلام آباد، اٹک، فیصل آباد اور پشاور سمیت ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسیں، سیمینارز، اجتماعات منعقد کئے جائیں گے تاکہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کو اجاگر کیا جاسکے۔ نیز ۸ر ستمبر چارسدہ، ۹ر ستمبر ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۲ر ستمبر بہاولپور، ۱۳ر ستمبر شیخوپورہ میں بھی کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ تمام مبلغین کے ملتان میں خطبات جمعہ ہوئے۔

۲۳، ۲۴ر اکتوبر آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی کے لئے کئی ایک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

رابطہ کمیٹی کے علاوہ متعلقہ حکام سے بھی ملاقات کرے گا ملکی حالات کی وجہ سے اس میں قدرے تاخیر ہوئی تاہم گزشتہ روز (۲۶ر اگست) کو مولانا عبدالرؤف فاروقی، ممتاز قانون دان جناب چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار اور راقم الحروف ظہر کے وقت جامعہ امینیہ نقشبندیہ درگاہ ابوالبیان ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پہنچے جہاں مولانا زاہد الراشدی، علامہ احسان اللہ قاسمی، مولانا محمد اشرف مجددی، قاری محمد زاہد سلیم، بابر رضوان باجوہ، مولانا محمد مشتاق چیمہ، مظاہر حسین بخاری، مولانا محمد امین محمدی، میر محمد یونس، علامہ محمد ایوب صفدر، حافظ محمد عبداللہ، مولانا ابویاسر اظہر حسین فاروقی، رانا محمد کفیل خان، مولانا محمد سعید احمد صدیقی، سید احمد حسین زید سمیت کئی دیگر نمائندہ شخصیات ہمارے انتظار میں تھیں تلاوت قرآن کریم سے میٹنگ کا آغاز ہوا اور اب تک کی کاروائی، پولیس تفتیش، عوامی ردعمل کے تمام پہلوؤں سے ہمیں آگاہ کیا گیا۔ راقم الحروف نے گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ اور نمائندہ حضرات کو باہم مل کر خوش اسلوبی کے ساتھ اس قضیہ سے نکلنے کی مثبت کوششوں اور تدبر و حکمت کے ساتھ پرامن کاروائی کو نہایت خوش آئند قرار دیتے ہوئے مرکزی ختم نبوت رابطہ کمیٹی کی طرف سے مکمل تعاون کو جاری رکھنے کا یقین دلایا جناب چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے ایف آئی آر کی روشنی میں قانونی پہلوؤں کی نشان دہی کی۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ قادیانی اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں سوچی سمجھی سازش کے تحت بیت اللہ شریف سمیت مختلف شعائر اسلام کی توہین کرتی ہیں اور معمولی سی بات کو بین الاقوامی مسئلہ بنا کر پیش کرتی ہیں اس طرح وہ مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ امریکا اور یورپی ممالک میں پناہ بھی حاصل کر لیتے ہیں سانحہ حیدری روڈ گوجرانوالہ سے اسی طرح کی سازش کی بو آتی ہے پاکستان کو قادیانیوں نے دل سے تسلیم نہیں کیا اس لئے وہ ملک کو بدنام کرنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی افسوس ناک ہے اس سے پاکستان بھر کے مسلمانوں میں اضطراب پایا جاتا ہے مسلمانوں میں اس واقعہ کے بعد غم وغصہ کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین آمیز مواد پر اشتعال پیدا ہونا ایمان کی علامت ہے مگر اس سلسلہ میں دانش مندی اور حوصلہ سے کام لینا ناگزیر ہے۔ بعدازاں ہم سب نے سی سی پی او گوجرانوالہ وقاص نذیر چوہدری سے ان کے دفتر میں ملاقات کی جہاں مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی اور جناب چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے گفتگو میں کہا کہ اس کیس میں قانون کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں اور پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہئے اور یہ سب کچھ نظر بھی آنا چاہئے علماء کرام نے سی سی پی او سے کہا کہ اگر قانون کی عمل داری ہو اور یہ نظر بھی آئے تو کوئی قانون کو ہاتھ میں لینے کے حق میں بھی نہیں ہے یہ ملاقات بریلوی مکتب فکر کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا ابو طاہر عبدالعزیز چشتی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ککنی والا میں حاضری اور ضروری مشورہ کے بعد ہم لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ تلخ ترین تجربات سے گزرنے کے بعد ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنا دیا جائے اور امتناع قادیانیت قوانین پر عمل درآمد یقینی ہو جائے تو ہم اس حوالے سے کئی حادثات سے بچ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو اسلام کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چپ سادھ رکھی ہے! ☆☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ورسول ہیں: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

ہیتھرو ایئرپورٹ پہنچنے پر علمائے کرام کے وفد کا شاندار استقبال

ہیتھرو (پ ر) سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی غرض سے پہنچنے پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ورئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، مولانا مفتی خالد محمود نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ، اقرأ قرآن اکیڈمی کے چیئرمین قاری محمد ایوب ودیگر علماء کرام پر مشتمل وفد کا ہیتھرو ایئرپورٹ پر شاندار استقبال کیا گیا۔ استقبال کے لئے آنے والے علماء کرام وکارکنان سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ورسول ہیں اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے اور امت محمدیہ آخری امت۔ منکرین ختم نبوت اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے برطانیہ کے تمام شہروں کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ ۷ ستمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو سینٹرل مسجد برمنگھم میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور شرکت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت وعقیدت کا ثبوت دیں۔

زیر سرپرستی
حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لا نبی بعدی

بیاد
خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

فرما گئے یہ ہادی ﷺ

بدعاء
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عظیم الشان

دفاع ختم نبوت کانفرنس

خصوصی خطاب
متکلم اسلام وکیل احناف
حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
صدر عالمی اتحاد اہلسنت والجماعت پاکستان

خصوصی خطاب
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد صاحب
مرکزی مبلغ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

اہل اسلام سے بھرپور شرکت کی اپیل ہے

تلاوت کلام پاک
استاذ القراء حضرت مولانا
قاری نذیر احمد المالکی صاحب

حضرت مولانا
عبدالحئی مطمئن صاحب
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نعت خوانی
حضرت مولانا
حافظ محمد اشفاق صاحب

بتاریخ
مؤرخہ 19 ستمبر
بروز جمعہ بعد نماز عشاء

نقابت
مولانا
محمد شعیب صاحب

بمقام
شہزاد بک سینٹر والی گلی نزد جامع مسجد قباء
(بدر چوک) سیکٹر 4/E اورنگی ٹاؤن کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
(حلقہ اورنگی ٹاؤن)
021-32780337

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسول آخریں صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجیے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل — کمپیوٹر کتابت — عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنئے ــ بنائیے ○ اشتہارات دیجیے ○ مالی امداد فراہم کیجیے